



ذوالحجۃ الحرام 1432ھ بمطابق نومبر 2011ء

درس قرآن

حج بیت اللہ

مفتی عبدالسلام ہاشمی نقشبندی

غازی ممتاز حسین قادری
کی رہائی کے بارے میں شرعی فتویٰ کا خلاصہ

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

کیا یہ بناوٹی درود ہے؟

ابوبلال محمد سیف علی سیالوی

اداریہ

از خدا جو سیم توفیق ادب

درس حدیث

قربانی کی اہمیت و فضیلت

علامہ دلشاد حسین قادری

البرہان الجلی

فی رد

ہفوات عبد القوی

مولانا شہزاد احمد مجددی

ایڈیٹر محمد حبیب اللہ اعظمی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَلَّمَ تَحْقِيقَ كَاشَاكَ شَانِدَارِ جَلَّةَ

تَحْفِظِ مُقَامِ مُصْطَفَى كَانِقِيبِ
اور
نفاذِ نظامِ مُصْطَفَى اصْطَفَايَا كَا عِلْمِ دَارِ

الصلوة والسلام عليك وعلى آله وصحبتك سيدى يا رسول الله
ماہنامہ
گجرات
پاکستان
اھلسنت
INTERNATIONAL
ذوالحجۃ الحرام 1432ھ بمطابق نومبر 2011ء

شیخ الیوسف والاشرف
منفی محار شرف القادی محدث نیک آبادی

سرپرست
اعلیٰ

شیخ اشباح حضور احمدیہ مسلم قادی قادی

بفیضانِ نظر

مشاورت

منفی محمد معروف سبحانی
صاحبزادہ محمد عبداللہ جلیانی
علامہ محمد عبدالرحمن قادی
ملک محمد محبوب قادی

معاونین

علامہ محمد فضل عینی قادی
علامہ خالد محمود قادی
علامہ اصغر علی قادی
علامہ محمد اعظم قادی اشرفی

قادی خیر

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ

چیف ایڈیٹر

محمد مسعود قادی

ایڈیٹر

محمد بسیل اعظمی

0333-8403147
0313.9292373

E mail

azmi@qadriaashrafia.com

معاون خصوصی

پرفیسر محمد میر الحق کعبی

کیلیگرافر

محمد خالد قادی اشرفی

E mail

khalid@qadriaashrafia.com

حرث المارات

U.K
20 پائونڈ سالانہ
U.S.A
40 ڈالر سالانہ

قیمت فی شمارہ
20 روپے
زمر سالانہ
240 روپے

100 درہم سالانہ

پبلشر محمد مسعود قادی (پرنٹر) سلیمان تیمو مقام اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد کرمی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ اھلسنت "الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد کرمی گجرات"

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

حسن ترتیب

صفحہ: 8

نعت النبی المختار ﷺ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

صفحہ: 4

اداریہ

از خدا جو نیکم توفیق ادب

صفحہ: 3

حمد و نعت

فیض رسول فیضان
محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

صفحہ: 17

غازی ممتاز حسین قادری

کی رہائی کے بارے میں
شرعی فتویٰ کا خلاصہ

حضرت علامہ ڈاکٹر
محمد اشرف آصف جلالی

صفحہ: 12

درسِ حدیث

قربانی
کی اہمیت و فضیلت

مولانا دلشاد حسین قادری

صفحہ: 9

درسِ قرآن

حج بیت اللہ

مفتی عبدالسلام ہاشمی نقشبندی

صفحہ: 40

گل ہائے تحسین

بخدمت مجاہد اسلام غازی ملت

محترم المقام ملک ممتاز حسین قادری

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

صفحہ: 28

البرہان الجلی

فی ردہ فوات عبدالقوی

مولانا شہزاد احمد مجددی

صفحہ: 19

کیا یہ بناوٹی

درود ہے؟

ابوبلال محمد سیف علی سیالوی

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر مائتلمہ ”اچا سڈٹ“ الجامعۃ الاشرفیہ علی سید کریم گجرات

حمد و نعت

جو نظر آئی رسول دوسرا کی مرضی
حق تعالیٰ کی بھی آخر وہی ٹھہری مرضی

اُن کے مقام، اُن کی حقیقت کو پاسکے
ممکن نہیں، ہزار کرے کوششیں خرد

اُن کے وسیلہ سے جو نہ کی جائے گی دُعا
ہوگی وہ بارگاہِ خدا میں ہمیشہ رُڈ

ہو کر وہ کلمہ گو، کرے توبینِ مصطفیٰ
اس سے زیادہ اور نہیں کوئی کام بد

جو بات آپ نے کہی، ہر عہد میں ہے خوب
فرمانِ مصطفیٰ ہے بہ ہر دور مستند

دُنیا میں بھی نواز رہے ہیں علی الدوام
اُمت کی حشر میں بھی وہ فرمائیں گے مدد

طارق ہے طالبِ کرم خاصِ مصطفیٰ
اس جیسا کل جہان میں کوئی نہیں ہے بد

وہی مولا کی مشیت وہی آقا کی رضا
ہستیاں دو ہیں مگر دونوں کی ساجھی مرضی

خالق نور نے فیضانِ اُسے چکایا
جس نے سرکارِ پُر انوار کی مانی مرضی

محرم عبدالقیوم طارق سلطانپوری

فیض رسول فیضان

از خدا جو ہم تو فیک ادب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد وآله وصحبه اجمعین الی یوم الدین۔“

از	خدا	جو ہم	تو فیک	ادب
بے	ادب	محروم	ماند	از فضل رب
بے	ادب	تھا	نہ	خودرا داشت بد
بلکہ	آتش	در ہمہ	آفاق	زد
بد	ز	گستاخی	کسوف	آفتاب
شد	عزازی لے	ز جرأت	رد	باب
ہر	کہ	گستاخی	کند	اندر طریق
گرد	اندر	وادی	حیرت	غریق

اکبر الہ آبادی نے کہا تھا:

کہا	منصور	نے	خدا	ہوں	میں
ڈارون	بولا	بوزنہ	ہوں	میں	
ہنس	کے	کہنے	لگے	مرے	اک دوست
فکر	ہر	کس	بقدر	ہمت	اوست

فقیر بیدار ہوا تو کان مختلف النوع صداؤں سے آشنا ہونے لگے۔ علی الصباح اذان فجر سے پیشتر افتتاحیہ کے طور پر ایک سمت سے کسی عاشق کی پرسوز اور محبتوں سے مملو، درد بھری آواز میں درود تاج کے صیغے گو بجنے لگے..... صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم، دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالہ..... دوسری جانب کسی بد بخت و بد نصیب کی آواز تھی:

”جو خود سوالی ہو اس سے سوال کیا کرنا اس مکتے سے کیا لینا جو خود ملتا ہو اور جس کے دونوں ہاتھ خالی ہوں..... اور اسی مبہم اسلوب میں تقریر کر رہا تھا اور آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتا جا رہا تھا اور میں سوچ میں گم اندر ہی اندر ایک عامی و عالم کا تقابل کر رہا تھا کہ وہ

عام انسان جو حضور نبی کریم ﷺ سے محبت رکھتا ہو بہتر ہے یا بزم خود وہ عالم جس کا کام ہی یہ ہو
 ذکر روکے، فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
 پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی
 (ﷺ)

اور وہ نہیں جانتا..... نہیں بلکہ عدا اور قصد..... یہ سب کچھ کر رہا ہے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بن رہا ہے.....
 لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
 بٹی ہے کونین میں دولت رسول اللہ کی
 ہم بھکاری وہ کریم، ان کا خدا ان سے فزوں
 اور ”نہ“ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی
 (ﷺ)

خود صاحب قرآن نے ان کی بارگاہ کا رستہ دکھایا اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو..... مایوس نہ ہو..... اور.....:

”ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔“

تو کیا اشاروں کنایوں سے ایسے الفاظ کا استعمال جس کا مدلول محبوب خدا علیہ التحية والتنا کی ذات ہو وہ گستاخی کے زمرے میں نہیں آتا؟
 یقیناً وہ بھی گستاخ رسول ہے اور جو اس کی بدینتی کے آشکار ہونے پر بھی لیت و حل سے کام لے وہ بھی گستاخ ہے..... علامہ ابن تیمیہ کے مطابق.....
 ”وقال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبي عليه السلام والمنقص له كافر والوعيد جاء عليه بعذاب الله له
 وحكمه عند الامة القتل ومن شك في كفره وعذابه كفر وتحرير القول فيه ان الساب ان كان مسلماً فانه يكفر ويقتل بخير خلاف
 وهو مذهب الائمة الاربعة وغيرهم۔“

(الصارم المسلول مطبوعه نشر السنة ملتان)

”محمد بن یحون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو گالی دینے والا اور توہین کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید آئی ہے اور
 اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو بالاتفاق اسے کافر قرار دیا جائے گا اور قتل کیا جائے اور یہی چاروں ائمہ وغیرہ کا مذہب
 ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

علامہ شامی فرماتے ہیں:

”اگر کسی لفظ میں توہین کی دلیل ہو تو اسے کافر کہا جائے گا اگرچہ کہنے والا توہین کا ارادہ نہ کرے۔“

اور قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”اور جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں کوئی بات کرے اور اس کا ارادہ نہ گالی دینے کا ہو نہ آپ کی توہین کا، اور نہ وہ اس کا یقین کرتا ہو
 لیکن وہ نبی ﷺ کی شان میں ایسا کفریہ کلمہ کہے جس میں لعنت یا گالی ہو یا آپ کی تکذیب ہو یا آپ کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت کرے جو ناجائز ہو،
 یا اس چیز کی نفی کرے جو آپ کے لئے واجب ہو یا وہ بات کہے جو آپ کیلئے نقص (عیب) ہو یا آپ کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرے..... یا تبلیغ

رسالت میں کچھ چھپانے کی نسبت کرے، آپ کا مرتبہ و شرف نسب یا آپ کے علم کی عظمت یا آپ کے زہد میں کمی یا آپ کے جواد صاف مشہور وہ متواترہ ہیں انہیں جھٹلائے یا نبی ﷺ کی شان میں کوئی نازیبا بات کہے، جو گالی کی قسم سے ہے، اگرچہ اس کے حال سے یہ ظاہر ہو کہ وہ آپ کی توہین نہیں کرتا نہ اس پر اعتقاد کرتا ہے یا اس نے جہالت کی وجہ سے کہا ہو یا رنج و غم کی بنا پر یا نشے کی وجہ سے کہا ہو، یا زبان کی تیزی کی وجہ سے منہ سے نکل گیا ہو یا غصے میں ایسا کہا تو ایسے شخص کا بے شک یہ حکم ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ کیوں کہ جہالت کا بہانہ کفر کہنے میں نہ مانا جائے گا۔ نہ زبان کی تیزی کی وجہ سے کفر سے نکلنے کا دعویٰ۔ نہ کوئی اور سبب جو بیان ہوئے جب کہ اس کی عقل درست ہو، سوائے اس شخص کے جس کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا گیا ہو (جان سے مار دینے کی دھمکی وغیرہ ہو) البتہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

(الشفاء جلد دوم، ایمان کی پہچان۔ ص: ۱۴، فیضانِ مدینہ کراچی)

ملک ممتاز حسین قادری نے جب سے سلمان تاثیر کو گستاخ رسول گردان کر آنجمانی کر دیا ہے اسی روز سے بعض افراد کے پیٹ میں ہول اٹھ رہے ہیں وہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ اس دور میں بھی کوئی ایسا دیوانہ، کوئی ایسا خبیثہ رسول ہو سکتا ہے جو غازی علم الدین شہید کی یاد تازہ کر دے۔ غازی علم الدین نے راجپال کو گستاخی رسول پر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ انگریزی قوانین کے مطابق جو غیر ملکی اور غیر اسلامی طرز حکومت کے آئینہ دار تھے، انہیں شہادت سے ہمکنار ہونے کا بلند مرتبہ ملا۔ آج ممتاز قادری اسی دور ہے پر استاد ہے وہ اپنی منزل پا چکا، صلیب و دار کو بوسہ دے چکا، اب اسے شہادت کب نصیب ہوتی ہے یہ وقت بتائے گا..... لیکن..... جب سے اسے موت کی سزا کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے، عشاق رسول اسکے حق میں ریلیاں نکال رہے ہیں۔ حکومتی بے حسی اور خموشی پر ماتم کناں ہیں..... اس پر سبھی متفق ہیں کہ سلمان تاثیر اس گناہ کا طرف مرتکب ہوا اور ممتاز قادری کو یہ خود موقع فراہم کر دیا۔ اب ایک طرف تو وہ وعلمائے حق ہیں جن کے دل عشق رسول سے سرشار ہیں جو اس مقدمہ کا فیصلہ سنت مصطفوی کے مطابق چاہتے ہیں۔ اور ان علما کے دلائل یقینی اور واضح ہیں کہ عہد رسالت مآب میں بھی گستاخان رسول کو جہاں طے قتل کر دیا گیا اور ان کو قتل کرنے والوں سے باز پرس نہ ہوئی نہ کسی قسم کی کوئی دیت دی گئی..... اس سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ..... کوئی فرد خواہ غیر مذہب سے اُس کا تعلق ہو، وہ کسی بھی پیغمبر کی تنقیص و توہین نہیں کر سکتا اور اگر کرے گا تو اس کی سزا بھی وہی ہوگی..... اور یہاں ایک خاتون کو ایک صاف عدالتی عمل نے اس پر سزا کا اطلاق کیا تھا، اور سابق آنجمانی گورنر قانون تحفظ ناموس رسالت کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا اور اس کا فرہ کو بچانے کیلئے زبان و بیان سے سرگرم ہو گیا۔ اور جو کچھ اُس کے منہ میں آیا کہتا چلا گیا..... سلمان تاثیر کو یہ علم نہیں تھا..... کہ مسلمان کے لہو میں ابھی وہ حرارت مکمل طور پر خاستر نہیں بنی۔ ابھی چنگاریاں باقی ہیں۔

فقیر نے پچھلے دنوں ایک معروف عالم کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ..... اگر توہین کی بھی ہوتی تو قتل کا فیصلہ کرنے کا وہ خود حجاز نہیں تھا..... فقیر صرف یہ لفظ کہ ”اگر توہین بھی کی ہوتی“..... ہی سن سکا پھر آگے ہمت ہی نہ رہی کہ باقی لفظوں پر بھی غور کر سکے.....

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی عالم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ قرآن و احادیث اور اجماع صحابہ کو رد کر کے اپنی مرضی تھوپ سکے..... وہ چاہے کوئی بھی وقت کا بڑے سے بڑا افضل و جامع علوم ہی کیوں نہ ہو..... انسان اور خاص کر آج کا انسان، اگر کچھ لکھ پڑھ جائے تو اس کا ذہن غرور و تکبر سے بھر جاتا ہے اور اپنی حیثیت کو مزید جامع اور متاثر کن بنانے کیلئے روزمرہ میں کئی تدابیر اختیار کرتا ہے، اور اس کی ہر منصوبہ بندی کذب و افترا اور نفاق پر مبنی ہوتی ہے۔ اگر وہ صریح صاف اور سچا ہو تو اسے اتنے کھکھڑاٹھانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”اَنَّا رَسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا تَتُومِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتَعَزَّوْهُ وَتَقْرُوْهُ وَتَسْبُحُوْهُ بَكْرَةً وَّاَصِيْلًا“

”اے نبی پیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینا ڈر سنا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو۔“

اللہ رب العزت تین باتیں بیان کرتا ہے:
 اوّل یہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔
 دوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کریں۔
 سوم یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔
 ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب دیکھو۔

سب سے پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی تعظیم کو، رہی یہ بات کہ کیا اس فرد کو وہیں قتل کر دینا چاہئے تھا یا نہیں تو..... آئین اور قوانین کا جس قدر احترام اور اس پر عمل درآمد حکومتی کارندے اور مقتدر طبقہ کر رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے پھر کیا کوئی شخص جانتے بوجھتے ایسے فرد کو کچھ نہ کہے گا تو خود اس کی زد میں آتا ہے اور یہی ایمان کا تقاضا ہے..... اب ایک زبردست اور منظم قوت، توہین و تنقیص رسول پر سزا اور اس کے عمل کو شفاف نہیں رہنے دیتی اور محض اپنی علیست کے زعم ہیں اس سارے مسئلہ کو غلط قرار دے، راہ فرار اختیار کرتی ہے تو اس میں ممتاز قادری کو کیا فرق پڑتا ہے وہ شہید ہے اور زندہ رہے گا..... جو طبقہ اور جو قوت گستاخان رسول کے خلاف رزم آرا نہیں ہوتا اس کا انجام خدا نے جہنم کے طبقات مقرر کر رکھے ہیں اور جو کسی بھی طرح ان گستاخان رسول کی حمایت میں نکلتا ہے اس کا بھی یہی انجام ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو.....

اور جو اسے نزاع کا باعث بناتا ہے اور عشاق رسول کے مقابل کھڑا ہوتا ہے تو ہم اسکی بھی مذمت کرتے ہیں..... اور پچھلے دنوں ایک جماعت کے افراد نے جو مولانا مفتی محمد اشرف القادری کو بیان حق و صداقت پر طاقت کے استعمال کی دھمکیاں دیں انہیں ہوش کے ناخن لینے چاہیں اور خدا اور رسول سے شرم، ایسے واقعات دوسرے طبقات کیلئے جرأت کا باعث بن رہے ہیں۔ ہم ان واقعات کی بھی مذمت کرتے ہیں۔

نعت النبی المختار ﷺ

اس میں کیا شک ہے بڑا سب سے خدا کا نام ہے
بعد اُس کے جو بڑا ہے مصطفیٰ کا نام ہے
اُن سے پہلے جو کتابیں آئیں اُن میں جا بجا
آخری پیغمبر رُشد و ہدٰی کا نام ہے
اِس کے لینے سے بہ ہر سو روشنی ہی روشنی
دافعِ ظلمات خورشیدِ حرا کا نام ہے
یہ ہے جس محفل میں اُس پر رحمتوں کا ہے نزول
مژدہ آور خیر کا، خیر الوریٰ کا نام ہے
ہر جہاں میں اُن کے نامِ پاک کا جاری ہے فیض
حُسنِ ہر عالم محمد مصطفیٰ کا نام ہے
اِک زمانے سے لڑا اس نام کی حُرمت پہ وہ
آج مقبولِ جہاں احمد رضا کا نام ہے
آج پہچانِ اہلِ حق کی اہلِ سنت کی شناخت
مردِ میدان اُس جری اُس حق نما کا نام ہے
دو جہاں میں جس کے بل بوتے پہ ہم بے فکر ہیں
یا خدا کا نام ہے یا مصطفیٰ کا نام ہے
ہے محبتِ حق وہی جو ہے محبتِ مصطفیٰ
طاعتِ حق طاعتِ خیر الوریٰ کا نام ہے
دی ہے جو فہرستِ رضواں کو خدائے پاک نے
اُس میں شامل عاشقانِ مصطفیٰ کا نام ہے

وقت کی گردش چسے طارقِ مٹا سکتی نہیں
جاں نثارانِ محمد مصطفیٰ کا نام ہے

ﷺ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

حج بیت اللہ

تشریح:

مذکورہ بالا آیت حج کے فرض ہونے میں نص ہے، حج کب فرض ہوا اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

امام شامی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رَقْمٌ طراز ہیں:

”إِنَّ آيَةَ فُرْضِهِ هِيَ قَوْلُهُ تَعَالٰی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ الْغَرِّ - وَهِيَ نَزَلَتْ عَامَ الْوَفْدِ أَوَّخِرَ سَنَةِ تِسْعٍ -“

(”ردالمختار“ کتاب الحج، ۲/۴۵۵ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

”حج کو فرض کرنے والی آیت اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ”وللہ علی الناس حج البیت الغر“ اور یہ عام الوفود یعنی ہجرت کے نویں سال کے آخر میں نازل ہوئی۔“

”مشکوٰۃ شریف“ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا:

”لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہذا حج کرو۔ ایک شخص (حضرت اقرع بن حابس) نے کھڑے ہو کر عرض کیا ہر سال حج فرض ہے آپ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ انہوں نے تین بار یہ سوال دہرایا آپ ﷺ نے فرمایا:

”لَوْ كُنْتُ نَعَمٌ لَّوَجِبَتْ لَكُمْ وَجِبَتْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيعُوا وَالْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَتَطَوَّعٌ -“

(”کتاب المناسک“ الفصل الثانی بحوالہ احمد، نسائی، دارمی)

”اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ضرور فرض ہو جاتا اور اگر فرض ہو جاتا تو تم اس کو ادا نہ کرتے اور نہ ادائیگی کی استطاعت رکھتے حج ایک ہی بار فرض ہے جو زیادہ کرے تو وہ نفل ہوگا۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ الی یوم الدین ام بعد۔“

”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ -“

(”سورة ال عمران“: ۳: ۹۷)

”اور اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، اور جو انکار کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔“

حج دین اسلام کا پانچواں رکن ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے:

۱: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۲: نماز قائم کرنا۔

۳: زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴: رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

۵: بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

حج کا معنی:

حج کا لغوی معنی ہے کسی عظمت والی چیز کا قصد و ارادہ کرنا، زیارت کرنا، لیکن اصطلاح شرع میں مکان مخصوص کی زمانہ مخصوص میں فعل مخصوص کے ساتھ زیارت کرنا۔

”محبوب فرما دیجئے بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔“

اور فرمایا:

”وَمَا أَمُرُّوْا إِلَّا لِیُعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔“

”انہیں یہی حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں دین میں اخلاص پیدا کرتے ہوئے۔“

یہ لفظ ”لِلّٰہ“ مفہوم و مطالب کا بحر پیکراں ہے۔ مومن کے ایمان سے لیکر اعمال صالحہ تک ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ”لِلّٰہ“ کا معنی ہے اللہ کے لئے، رضاء خدا کیلئے۔ یعنی بندہ کے ایمان میں اخلاص ولہیت ہو، اسکے نماز روزہ میں حج زکوٰۃ میں، اسکے ہر فعل میں، اس کے اٹھنے بیٹھنے میں چلنے پھرنے میں اللہ کی رضا ملحوظ خاطر ہونا لازم ہے یہاں تک کہ اگر عمل میں اخلاص ولہیت ہو تو چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی بخشش کا سامان بن سکتی ہے اگر للہیت مفقود ہو تو بڑی سے بڑی نیکی بھی وبال جان اور باعث ندامت بن سکتی ہے۔ جس شخص نے اقرار و شہادت کے وقت اعمال صالحہ کی بجا آوری کے وقت ”لِلّٰہ“ کے معنی کو ملحوظ خاطر رکھا اس نے ایمان و اعمال کی روح کو پالیا لیکن جس نے ”لِلّٰہ“ کے معنی کو پس پشت ڈالا اسے سوائے ہلاکت و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔

”مشکوٰۃ شریف“ میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیَمَةِ نَادٰی مُنَادٍ مِّنْ اَشْرَکَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَہٗ اَحَدًا فَلِیُطْلَبَ نَوَابِہٖ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ۔“ (باب الریاء)

”جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ایک نداء کرنے والا ندا کرے گا جس شخص نے اپنے عمل میں جو اسے اللہ کیلئے کرنا چاہے تھا کسی کو شریک ٹھہرایا آج وہ اپنے اس عمل کا ثواب بھی اللہ کو چھوڑ کر اسی غیر سے طلب کرے۔“

یوں جس کی نیت میں فتور ہوگا اس کا کیا کرایا سب غارت جائیگا بڑی بڑی نیکیاں منہ پر مادی جائیں گی اسے بارگاہ خداوندی سے یہ کہہ کر مایوس لوٹا دیا جائے گا تو نے یہ نیکی میرے لئے کب کی تھی جا جن کیلئے تو نے یہ نیکی کی ہے اس کا ثواب بھی انہی سے طلب کر۔

اس فرمان مصطفیٰ ﷺ سے ایک تویہ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ہاں پر نہ مدار شرع ہے، دوسرا یہ خود نبی کریم ﷺ نے تصریح فرمادی کہ حج زندگی میں ایک بار فرض ہے لیکن اگر یہ تصریح نہ فرماتے تو بھی اہل علم و فقہاء کرام کے لئے آیت حج ہی میں اس بات کا اشارہ موجود تھا۔

چنانچہ حضرت علامہ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

”اِضَافَةُ الْحَجِّ اِلَى الْبَيْتِ یُقْتَضٰی اَنَّ سَبَبَ وُجُوْبِ الْحَجِّ هُوَ الْبَيْتُ وَلِذَا لَا یَتَكَرَّرُ الْحَجُّ فِی الْعُمُرِ لِعَدَمِ تَكَرُّرِ الْبَيْتِ۔“

(”تفسیر مظہری“ تحت هذه الایة)

”بیت اللہ شریف کی طرف حج کی اضافت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ حج فرض ہونے کا سبب بیت اللہ شریف ہے۔ چونکہ بیت اللہ شریف ایک ہی ہے اس میں تکرار نہیں لہذا حج میں بھی زندگی بھر (بطور وجوب) تکرار نہ ہوگا۔“

امام ابن عابدین الثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک فقہی قاعدہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”اِنَّ الْاَصْلَ اِضَافَةُ الْاَحْکَامِ اِلَى اَسْبَابِہَا کَمَا تَقَرَّرَ فِی الْاَصُوْلِ وَلَا یَتَكَرَّرُ الْوَاجِبُ اِذَا لَمْ یَتَكَرَّرْ سَبَبُہٗ۔“

(”ردالمختار“ کتاب الحج، ۲/۴۵۵ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

”قاعدہ یہ ہے کہ احکام کی اضافت اسباب کی طرف ہوتی ہے جیسا کہ یہ بات اصول کی کتابوں میں ثابت شدہ ہے تو جب سبب کا تکرار نہیں ہوگا کسی فعل لازم کا تکرار لازم نہ ہوگا۔“

آیت کا انداز بڑا معنی خیز ہے: اللہ تبارک نے وجوب حج کا حکم دیتے ہوئے کلام کا آغاز ”وَلِلّٰہ“ سے کیا اسی طرح تکمیل حج کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اَتِمُّوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ۔“ (القرآن)

”لوگو! حج اور عمرے کو اللہ (کی رضا) کے لئے پورا کرو۔“

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ اِنَّ صَلَوَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحِیَّاتِیْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔“ (القرآن)

حج کس پر فرض ہے؟

ایک سوال پیدا ہوا کیا حج ہر مسلمان پر فرض ہے تو اجمالاً اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں دے دیا:

”مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا“

”جو بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی صلاحیت و استطاعت رکھتا ہے۔ اس پر حج فرض ہے (ہر کسی پر نہیں)

حج واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

۱: مسلمان ہونا۔ ۲: بالغ ہونا۔ ۳: عاقل ہونا دیوانہ آدمی پر حج فرض نہیں۔ ۴: آزاد ہونا غلام پر فرض نہیں۔ ۵: تندرست ہونا بیمار اور معذور پر حج فرض نہیں۔ ۶: زادِ راہ کا مالک ہونا یعنی حج پر جانے آنے وہاں رہنے کا خرچہ ہو نیز اگر گھر کا سربراہ ہے کہ اہل عیال وغیرہ کے اخراجات وہی چلاتا ہے تو واپس گھر آنے تک گھر والوں کے لئے خرچہ موجود ہو۔ ۷: وقت

فرائض حج:

۱: احرام۔ ۲: نیت۔ ۳: وقوف عرفہ یعنی ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق تک کسی بھی وقت عرفات میں ٹھہرنا۔ ۴: طواف زیارت۔ ۵: افعال حج کی ادائیگی میں ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر نیت کرنا پھر وقوف پھر طواف زیارت۔ ۶: ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا۔

ان کے علاوہ حج کے بے شمار واجبات ہیں جن کی یہاں گنجائش نہیں حج پر جانے والوں پر لازم ہوتا ہے کہ وہ حج پر جانے سے پہلے مسائل حج و عمرہ کسی معتبر کتاب سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں کہ سفر حج مقدر سے ہی نصیب ہوتا ہے اور بار بار کعبہ نصیب ہوتا ہے۔

حج کو عبادت مرکبہ کہتے ہیں اس میں مال بھی وافر مقدار میں خرچ ہوتا ہے جسمانی طاقت بھی یہاں تک کہ اس کی ادائیگی میں بڑی بھاری مشقت بھی اٹھانا پڑتی ہے۔ اور زندگی کا کچھ حصہ بھی قربان کرنا پڑتا ہے۔ یعنی رواں لگی سے لیکر واپس آنے تک کئی دن صرف ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت کا حکم دینے سے پہلے آغاز ہی میں فرمایا دیا:

”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ“

فرمایا لوگوں تم پر حج فرض کرتا ہوں لیکن اس کی ادائیگی سے پہلے اس بات کو خوب ذہن نشین کر لینا کہ تمہارا حج کی تیاری میں پیسہ لگانا پھر سفر حج پر گھر سے روانہ ہونا پھر ارکان حج ادا کرتے ہوئے حج کی تکمیل کرنا کہیں نمود و نمائش کی نذر نہ ہو جائے کہیں صنع و سمع کی غلاظت سے آلودہ نہ ہو جائے یہ بات تمہیں تب نصیب ہوگی جب آغاز حج سے لیکر تکمیل حج تک تمہارا ایک ایک قدم ایک عمل اخلاص و للہیت کے رنگ میں رنگا ہو تمہاری نیت صرف اور صرف رضاء خداوندی ہوگی اور کسی وقت اور کسی مقام میں بھی رضاء خداوندی کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ اسی لئے فرمایا:

”اتَّبِعُوا الْحِجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ“

یہ وہ نکتہ تھا جو ہر عمل صالحہ روح ہے اور ہر کار خیر سے پہلے بندہ من کے پیش نظر ہونا ضروری ہے۔

ہر عبادت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر اجر و ثواب رکھا ہے، حج دین اسلام کا رکن ہونے کیساتھ ساتھ بڑی کٹھن عبادت ہے اور عبادت بدنیہ اور مالیہ کا مرکب بھی بلکہ کئی عبادات کا مجموعہ ہے، لہذا اخلاص و للہیت کے جذبہ کے تحت حج کی ادائیگی پر بے شمار اجر و ثواب کی بشارت دی گئی۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے اللہ کی رضا کیلئے حج کیا بے ہودہ کلام اور فسق والا کام نہ کیا تو گناہوں سے ایسے پاک ہو کر لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔“

قربانی کی اہمیت و فضیلت

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ پہلا مسئلہ قربانی کا، اور دوسرا مسئلہ اختیار مصطفیٰ ﷺ کا۔
حضرت ابو بردہ بن نیاز کو جب علم ہوا کہ میری پہلی کی ہوئی قربانی قبولیت کا درجہ نہیں پاسکی تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے مگر دو بکریوں سے بہتر ہے۔ تو آپ نے ”نعم“ اور ”لن تجزی عن احد بعدک“ فرما کر اپنے اختیارات عالیہ کو واضح فرمادیا۔

سبحان اللہ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بردہ کیلئے چھ مہینے کے بکری کے بچے کی قربانی جائز فرمادی۔ حالانکہ کسی دوسرے کیلئے اس وقت بھی اور آج بھی ششماہی بکرے کی قربانی جائز نہیں ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

فرزند ان اسلام دس ذی الحجہ کو جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد تازہ کرنے کیلئے ہر سال قربانی کرتے ہیں۔ اس مادہ پرستی کے دور میں بعض نام نہاد مفکر قربانی کرنے کے بارے میں مختلف قیاس آرائیاں کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی بے سود کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی قربانی کا ثبوت قرآن پاک میں نہیں، ہاں! قرآن پاک میں صرف حج کے موقع پر قربانی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ہر جگہ قربانی کرنا ایک رسم محض ہے اور رقم کا ضیاع بھی۔

عقل کے ان پرستاروں کو قرآن وحدیث سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ تو ہر بات کو اپنی ناقص عقل کے ترازو پر تولنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ قربانی کرنے کا ثبوت قرآن واحادیث سے صراحۃً ملتا ہے۔ اس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
”عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَنْ صَلَّی صَلَاتِنَا وَنَسَّکَ نُسَّکُنَا فَقَدْ اَصَابَ النَّسَّکَ وَمَنْ نَسَّکَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَتِلْکَ شَاۡةُ لَحْمٍ فَقَامَ اَبُو بَرَدۃَ بْنُ نِیَّارٍ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدْ نَسَّکْتُ قَبْلَ اَنْ اُخْرِجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَعَرَفْتُ اَنَّ الْیَوْمَ یَوْمُ اَکْلِی وَشَرِبٍ فَتَعَجَّلْتُ وَاکَلْتُ وَاطْعَمْتُ اَهْلِیَّ وَجِیْرَانِی فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تِلْکَ شَاۡةُ لَحْمٍ قَالَ فَاِنَّ عِنْدِی عِنَاقًا جَذَعَةً لَہِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَاتِیْ لَحْمٍ فَهَلْ تَجْزِی عَنِّی قَالَ نَعَمْ وَلَکِنْ تَجْزِی عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ۔“

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوم نحر کو نماز کے بعد خطبہ دیا تو آپ نے فرمایا: جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کی تو بے شک اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے کی تو یہ بکری گوشت کھانے کیلئے ہے۔ تو ابو بردہ بن نیاز کھڑے ہوئے، عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نماز کی طرف جانے سے پہلے قربانی کر دی اور میں سمجھا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے۔ اس لئے میں نے جلدی کی، خود بھی کھایا، گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: یہ بکری تو گوشت کھانے کیلئے ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک چھ مہینے کی بکری کا بچہ ہے جو دو بکریوں سے زیادہ بہتر ہے، کیا وہ میری طرف سے کافی نہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن تیرے بعد کسی کے لئے ہرگز کافی نہ ہوگا۔“ (بخاری)

کا انکار وہی کر سکتا ہے جو قرآن وحدیث پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ قرآن پاک میں قربانی ادا کرنا حکم عموم اور اطلاق سے فرمایا، اسے مقید بالحد نہیں کیا گیا۔

اور احادیث مصطفیٰ ﷺ صَلَّوْهُ وَالسَّلَام میں بھی اس کے عموم پر تائید موجود ہے۔ اسے حجاج کیلئے مخصوص کرنا قرآن وحدیث سے کھلی بغاوت ہے۔ باقی منکرین کا قربانی کرنے کو ایک رسم یا مال کو ضائع کرنے کا مترادف کہنا بھی خدا اور رسول سے بغاوت کے مترادف ہے، ایسی بات ایماندار آدمی کبھی نہیں کرتا۔ اسے رسم و رواج کہنا قرآن پاک سے کھلا ہوا معارضہ ہے۔ حالانکہ قربانی خدا تعالیٰ کی ربوبیت وحاکمیت، سرکارِ دو جہاں ﷺ کی نسبت اور ملت ابراہیمی کو تسلیم کرنے کا عملی ثبوت ہے۔ اس میں ضیاع کونسا ہے؟ جبکہ قربانی کا گوشت خود کھایا جاتا ہے، احباب کو کھلایا اور غرباء مساکین کو صدقہ کیا جاتا ہے۔

قربانی قرآن میں

۱: قربانی تمام اہم سابقہ میں مشروع رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی امت کو قربانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

”وَكُلُّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ“

”اور ہر امت کیلئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپاؤں پر۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا قربانی بڑی پرانی عبادت ہے۔ امت محمدیہ سے قبل جتنی ہدایت یافتہ امتیں گزری ہیں ان سب کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ بلکہ اس آیت کریمہ میں لفظ کل بتا رہا ہے کہ ہر نبی کی امت کو قربانی کا حکم دیا تھا۔

۲: ”قُلْ إِنْ صَلَّاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ لَاشْرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔“

”تم فرماؤ! بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کیلئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔“

اس آیت میں ”صلوٰۃ“ کے بعد ”نُسک“ کا ذکر ہے، جس کے معنی قربانی ہیں۔ چنانچہ لغت کی مشہور و معروف کتاب ”المنجد“ میں ”نُسک“ کا معنی خدا کیلئے قربانی کرنا لکھا گیا ہے۔ جب کوئی آدمی ذبح کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ:

”نُسْكُ يَنْسُكُ نَسْكًا۔“

اور جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے ”نَسِيكَةً“ کہتے ہیں اور اس کی جمع ”نُسُك“ ہے۔

مذکورہ آیت میں صلوٰۃ کے بعد ”نُسْك“ کیلئے بھی ”بِذَلِكَ أُمِرْتُ“ (مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے) کے الفاظ ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صلوٰۃ کے ساتھ قربانی کا بھی حکم ہے۔

۳: ارشاد باری ہے:

”فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحِرْ۔“

”تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔“

اس آیت سے بھی قربانی کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ یاد رہے کہ لفظ ”أنحِر“ کے متعدد معانی ہیں۔ مفسرین کرام نے اس آیت میں ”نحر“ کو قربانی پر محمول کیا ہے۔

قربانی احادیث میں:

قرآن پاک کے علاوہ احادیث مبارکہ میں بھی قربانی کے ثبوت پر دلائل کثیرہ اور براہین قاطعہ موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱: ”حضرت براہین عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ صَلَّوْهُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا کہ عید کے دن سب سے پہلا کام نماز کے بعد قربانی ہے۔

”فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَصَابَ سُنَّتَنَا۔“

”جس نے نماز کے بعد قربانی کی اس نے ہماری سنت کو

پالیا۔“ (بخاری)

۲: ”عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ۔“

”حضرت جندب (بن عبد اللہ الجعفی) رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، پھر خود ذبح کیا اور فرمایا: جس نے نماز سے قبل ذبح کیا تو اس کی جگہ پر دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے (نماز سے قبل) ذبح نہیں کیا تو وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔“

۳: ”وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي“

”حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے، ہر سال قربانی کرتے رہے۔“

۴: حضرت زید بن ارقم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ صَلَوةً وَسَلَامًا سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

”یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔“

۵: حضرت امام عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ حاکم نے مرفوعاً روایت کیا:

”مَنْ وَجَدَ سَعَةً لَّنْ يُضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرَنَّ مُصَلًّا“۔

”جو شخص قربانی ادا کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عید گاہ میں ہرگز نہ آئے۔“

اسی مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے قربانی کی مشروعیت کا ثبوت ملتا ہے۔ ان مندرجہ بالا آیات و احادیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ عید الاضحیٰ کی قربانی ایک ایسی عبادت ہے جو کہ بغیر کسی اختلاف کے عرصہ دراز سے چلی آرہی ہے۔ اور قربانی کرنا سنت ابراہیمی ہے اور سنت محمدی بھی۔

یاد رہے اس مقام پر ”سنت“ طریقہ جاریہ کے معنی میں ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے لیکر سید الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ تک اس پر عمل جاری رہا۔ اگر اس قربانی کا اسلام میں کوئی ثبوت

نہ ہوتا تو عہد رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک کے مسلمان سلاً بعد نسل اس کو کیونکر اختیار کرتے؟ امت مسلمہ کا اس پر متواتر عمل بھی قربانی کی مشروعیت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

قربانی کا حکم اور اس کی حیثیت

قربانی ایک اہم عبادت سنت ابراہیمی اور سنت مصطفویٰ ہے۔ اسی لئے قربانی کرنا، ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم مرد و عورت جو (۳۴-۵۷) میل مسافت کے سفر میں نہ ہو) پر واجب ہے جو حاجت اصلہ (یعنی ضرورت کی چیزیں مثلاً مکان، لباس، استعمال کے برتن، سواری، اوزار وغیرہ) کے علاوہ (۱۲-۵۲) تولے چاندی کی قیمت کی نقدی یا سامان تجارت یا کسی اور نصاب کا مالک ہو۔

یاد رہے کہ زکوٰۃ دینے کیلئے نصاب پر سال کا گزرنا ضروری ہے مگر قربانی واجب ہونے کیلئے سال بھر گزرنا ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص صاحب نصاب نہیں تھا مگر اچانک قربانی کے ایام میں صاحب نصاب ہو گیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہو جائے گی۔

فضائل و فوائد قربانی:

قربانی کرنے کے بے شمار فضائل ہیں۔ مثلاً:

۱: حکیم کائنات، محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَاعَمَلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرْوَنَہَا وَأَشْعَارِہَا وَأَظْلَافِہَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ فَطَبِّبُوا بِہَا نَفْسًا“۔

”قربانی کے دنوں میں انسانوں کا کوئی عمل خدا کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔ اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور بے شک قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی خدا کے نزدیک مقام قبولیت میں پہنچ جاتا ہے۔ لہذا، اسے خوشدلی کیساتھ کیا کرو۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایام قربانی میں قربانی کے خون سے زیادہ پیارا خدا کے ہاں کوئی عمل نہیں۔ اگرچہ کوئی سخاوت منش آدمی

ان ایام میں سونا و چاندی، درہم و دینار خدا کے راستے میں لٹا دے پھر بھی اسے وہ ثواب عظیم نہیں مل سکتا جو اس روز قربانی کرنے والے کو ملتا ہے۔

۲: حضور پر نور، شافعِ یوم النشور ﷺ سے صحابہ کرام نے پوچھا: ”فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ -“
”یا رسول اللہ! (ﷺ) ان قربانیوں میں ہمارے لئے کیا (اجر و ثواب) ہے؟“

تو سرکارِ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
”ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی۔“
جانور کے بدن پر بال شمار کرنا، ناممکن ہیں۔ تو پتہ چلا کہ قربانی کرنے والوں کو لاتعداد اور بے شمار نیکیاں ملتی ہیں۔

۳: دانائے سب، مولائے کل، ختمِ رسل ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”عَظُمُوا ضَحَايَاكُمْ فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ -“
”تم اپنی قربانیوں کو بڑا کیا کرو کیونکہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔“

اس حدیث سے یہ مسئلہ مستفاد ہوا کہ اس ہولناک دن کو جانور اپنے مالک کو پہچان کر بطور سواری کام آئے گا۔
تو بھائیو! جانور کی امداد کا یہ عالم ہے تو حضراتِ انبیاء و اولیاء اپنے امتیوں اور عقیدت مندوں کی روزِ محشر کیونکر امداد نہ فرمائیں گے؟

ارشادِ بانی ہے:
”الْإِخْلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ -“
”گھرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ مگر پرہیزگار۔“

مقصدِ قربانی:
جیسے ہر ایجاد و صنعت کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر عبادت کے تقرر میں کوئی نہ کوئی حکمت، غرض و غایت اور مقصد ہے۔ قربانی بظاہر ایک جانور کو خدا کے نام پر ذبح کر دینے کا نام ہے لیکن

قربانی کا مقصد محض جانوروں کو ذبح کرنا نہیں ہے، بلکہ قربانی کی روح غرض و غایت اور مقصد و حکمت یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر ایثار، فداکاری، نیکوکاری اور تقویٰ و پرہیزگاری کا کمال پیدا کرے۔ کفار جب قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے تو ان کا خون کعبے کی دیواروں پر مل دیتے اور گوشت اپنے معبودوں (بتوں) کے پاس لا کر رکھ دیتے اور خیال کرتے کہ جب تک ایسا نہ کیا جائے تو ہماری قربانی قبول نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یوں ارشاد فرمایا:

”لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ -“

”اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون۔ ہاں! تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔“
دل میں جتنا خلوص ہوگا اور عمل پر تقویٰ کا رنگ جتنا زیادہ ہوگا، اتنی ہی اس کی مقبولیت زیادہ ہوگی۔

اس آیت کریمہ کے تحت حکیم الامت حضرت قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں کہ:

”اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جائے تو اس تک کھانا اصل نہیں پہنچتا، بلکہ اس کا ثواب جو تقویٰ کا نتیجہ ہے۔ ایصالِ ثواب کا مذاق اڑانے والے اس آیت سے عبرت پکڑیں۔“
افسوس! ہم مسلمان قربانی کے مقصد اعلیٰ کو فراموش کر بیٹھے

جب تک ابراہیم کی فطرت نہ ہو پیدا قربانی بھی آذر ہے عبادت بھی غرور
قربانی کے اہم مسائل:

۱: اونٹ کیلئے پانچ سال، گائے بھینس کیلئے دو سال، بکری کیلئے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر عمر اس سے ایک دن بھی کم ہو تو قربانی جائز نہیں ہوگی۔ بھیڑ بھی ایک سال کی ہونی چاہئے، لیکن اس میں یہ تخفیف فرمادی گئی کہ چھ ماہ سے زیادہ عمر کی بھیڑ (بشرطیکہ اتنی صحتمند اور موٹی ہو کہ دیکھنے میں ایک سال کی محسوس ہوتی ہو) کی قربانی جائز ہے۔

یاد رہے اس پر فتن دور میں چرم قرنائی، زکوٰۃ صدقات کا بہترین مصرف دینی مدارس کے طلبہ ہیں۔ اس میں دوا ثواب ہے، ایک صدقہ جاریہ کا اور دوسرا دین مصطفیٰ ﷺ کی خدمت اور اشاعت و ترویج کا۔

بقیہ غازی ممتاز حسین قادری کی رہائی کے بارے میں شرعی فتویٰ کا خلاصہ

غازی ممتاز حسین قادری کے فعل کو اس خاص پس منظر میں دیکھنا چاہئے کہ جس طرح کی صورتحال میں اور جن وجوہات اور کیفیات کی بنیاد پر انہوں نے ایسا کیا یہ ان کا ایک ایمانی تقاضا تھا اور ایسی صورتحال میں یہ فعل دہشت گردی کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ یہ مخصوص حالات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک باب ہے۔ اسی لئے انسداد دہشت گردی کے جج جسٹس پرویز نے فیصلہ سناتے ہوئے غازی ممتاز حسین قادری کے فعل کو اسلام کے مطابق کہا، ادھر اسلام دشمن قوتیں ان کو سزا دلوانے پر تلی ہوئی ہیں اور غازی ممتاز حسین قادری کی قید میں طوالت الکی خوشی کا باعث بن رہی ہے۔ اس لئے قرآن و سنت کی روشنی میں انہیں فی الفور رہا کیا جائے۔ اس سلسلہ میں کوئی بیرونی دباؤ قبول نہ کیا جائے۔

هذا عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد اشرف آصف جلالی

بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان

(۲۱ ذیقعد ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ اکتوبر ۲۰۱۱ء)

خادم الحرمین ودار الافتاء جامعہ جلالیہ،

رضویہ مظہر اسلام دارودعہ والا لاہور

۲: اندھے، کانے، لنگڑے، نہایت لاغر، ایک تہائی سے زیادہ کان یاد رکھئے، جس کا سینک جڑ سے مع گوڈے کے ٹوٹ گیا ہو، جو جانور گندگی کھاتا ہو، جس کے نصف یا زیادہ تھن سوکھ چکے ہوں، جس کے زیادہ دانت نہ ہوں اور ناک کٹنے کی قربانی جائز نہیں۔

۳: گائے، بھینس اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ چاہے سب قربانی کر نیوالے ہوں اور چاہے بعض قربانی کر نیوالے اور بعض عقیقہ کر نیوالے۔ لیکن کسی ایسے شخص کو شامل نہ کیا جائے جو بد مذہب یعنی مرزائی، وہابی، شیعہ وغیرہ ہو، یا محض گوشت کے لئے حصہ ڈال رہا ہو، ورنہ کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔

۴: جس پر قربانی واجب ہو، اسے پہلے اپنی واجب قربانی ادا کرنی چاہئے، پھر اگر مزید توفیق ہو تو، نفلی قربانیاں کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ ایک قربانی اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے کرتے تھے۔ اگر توفیق ہو تو اپنا واجب ادا کرنے کے بعد آقائے نعمت حضور نبی اکرم ﷺ اور اپنے بزرگوں بالخصوص والدین کو ایصال ثواب کے لئے قربانی کرے۔

۵: یہ جو مشہور ہے کہ گھر میں ایک آدمی قربانی کر دے تو سب کا واجب ادا ہو جاتا ہے، غلط ہے، گھر میں جتنے مردوں یا عورتوں میں قربانی کے واجب ہونے کی شرطیں پائی جائیں، ان سب کو اپنی طرف سے علیحدہ علیحدہ قربانی کرنا واجب ہے۔

۶: قربانی حج کی طرح عمر میں صرف ایک بار واجب نہیں ہے، بلکہ ہر سال قربانی واجب ہے۔

قربانی کی کھالیں

قربانی کی کھالوں کو باقی رکھتے ہوئے، مصلیٰ، مشکیزہ یا ڈول وغیرہ بنا کر خود بھی استعمال کر سکتا ہے اور کسی کا رخیر میں بھی دے سکتا ہے۔ لیکن قربانی کی کھال کو بیچ دینے کی صورت میں اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ سکول، نالی، قبرستان، یا مسجد میں اسے خرچ نہ کیا جائے۔ ایسے ہی قربانی کی کھال قصاب کو معاوضے میں نہ دے اور نہ ہی امام مسجد کو امامت کے صلہ میں دے۔ البتہ اگر امام مسجد ضرورت مند ہو تو اس بے پروا پر دے سکتا ہے۔

غازی ممتاز حسین قادری

کی رہائی کے متعلق شرعی فتویٰ کا خلاصہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اَنَا كَفِينَاكَ الْمُسْتَهِزِّئِينَ۔“

(سورة الحجرات: آیت: ۹۵)

”بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تجھے کفایت کرتے ہیں۔“

رب ذوالجلال نے گستاخوں سے نبیؐ اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے، لیکن ڈیوٹی عاشقانِ رسول ﷺ کی لگادی ہے:

”لَنْ لَمْ يَنْتَه الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

وَالْمَرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا

قَلِيلًا۔ مَلْعُونِينَ اَيْنَمَا تَقِفُوا اخذُوا وَقْتًا وَتَقْتِيلًا۔“

(”سورة الاحزاب“ آیت: ۶۰، ۶۱)

”اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور

مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شدہ دیں گے پھر وہ

مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے جہاں

کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔“

سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے متعدد مقامات پر

گستاخوں کو قتل کرنے کا خود حکم دیا۔ خلفاء راشدین کا فیصلہ بھی یہی ہے۔

صحابہ کرام رَضَوُا اللہُ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ، آئمہ مجتہدین اور بعد والی امت اس

بات پر متفق ہے کہ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے۔

صورتِ واقعہ یہ ہے کہ اٹانوالی ننگا نہ کی ملعونہ آسیہ نے سید

المرسلین حضرت محمد ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین کی۔ ۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو

اس پر مقدمہ درج ہوا۔ اس نے ایس پی شیخوپورہ سید محمد امین اور دیگر

معززین کی موجودگی میں توہین رسالت کے جرم کا اعتراف کیا۔ تقریباً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ملک ممتاز حسین قادری نے سابق گورنر سلمان تاثیر کو تحفظ ناموس رسالت کے جذبہ کے تحت قتل کیا۔ اب وہ تقریباً ۹ ماہ سے جیل میں ہیں۔ حکومت انہیں سزا دینے پر مصر ہے لیکن عاشقانِ رسول ﷺ ان کی رہائی کیلئے کوشاں ہیں لہذا ان کی رہائی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

السائل:

محمد رضائے مصطفیٰ نقشبندی

ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ، بلال گنج، لاہور

الجواب

خالق کائنات جل جلالہ نے انسانیت کی بھلائی کیلئے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا ان کے آخر میں سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا۔ اور آپ کو تمام جہانوں کی رحمت بنا کر بھیجا، آپ نے اپنی تعلیمات سے انسان کو ثریا کی رفعتوں تک پہنچا دیا۔ رب کائنات جل جلالہ نے انسانوں پر محسن کائنات ﷺ کے ادب و احترام کو لازم کیا ہے۔

اشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَتَعَزَّوْهُ وَتَقْرُوه۔“

(”سورة الفتح“ آیت: ۹)

”اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو۔“

معاذ اللہ اگر کوئی شخص توہین رسالت کرتا ہے تو خود ہلاکت کے راستے پر چل نکلتا ہے۔

ڈیڑھ سال کی تفتیش کے بعد ایڈیشنل سیشن جج نکانہ محترم نوید اقبال نے ۱۱ نومبر ۲۰۱۰ء کو ملعونہ آسیہ کو ۲۹۵۷ء کے تحت سزائے موت کا حکم سنایا۔

سابق گورنر سلمان تاثیر اسے چھڑانے کیلئے جیل پہنچا اور کہا میں اسے صدر سے معافی دلاؤں گا۔ اور جس قانون کے تحت مجرمہ کو سزا دی گئی اسے کالا قانون کہا، ظالم قانون کہا اور توہین رسالت ﷺ پہ سزائے موت کو ظالم سزا کہا۔

مخفی نہ رہے کہ ۲۹۵۷ء اگر چہ ضیاء الحق کے دور میں آئین کا حصہ بنا مگر اس کا جو مضمون ہے وہ قرآن و سنت کا حکم ہے۔ اس میں کسی کو شک نہیں وہ صدر ضیاء الحق کی ناموس کا قانون نہیں وہ تو ناموس رسالت کے تحفظ کا قانون ہے۔ چنانچہ اس قانون کو کالا قانون یا ظالم قانون کہنا صریح توہین رسالت ہے۔

یوں سمجھئے اگر کوئی شخص کسی کا غذ پر لکھتا ہے ”اللہ ایک ہے“ دوسرے شخص کو پتہ ہو کہ اس کا غذ یہ کیا لکھا ہے اس کے باوجود کہے کہ میں اس لکھے ہوئے کو نہیں مانتا یہ تو ایک انسان کا لکھا ہوا ہے تو یہ کفر ہوگا اگرچہ یہ ٹھیک ہے وہ انسان نے لکھا ہے مگر حکم قرآن کا ہے۔

چنانچہ یہاں یہ تاویل مفید ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی گنجائش ہے کہ اس نے ضیاء الحق کے بنائے ہوئے قانون کو کالا قانون کہا۔

یہاں یہ تاویل بھی نہیں ہو سکتی کہ سابق گورنر نے نام لیکر توہین رسالت نہیں کی کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ گورنر کو پتہ تھا کہ ۲۹۵۷ء رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کا قانون ہے کوئی اور معبود قانون مذاکرہ کلام میں تھا ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی نعلین شریف کی توہین کفر ہے تو آپ کی عزت و ناموس کے قانون کی توہین کتنا بڑا کفر ہوگا۔

گورنر نے اسے انسانی قانون کہا اور جو اس میں گستاخ رسول ﷺ کی شرعی سزا ہے یعنی سزائے موت اسے ختم کرانے کا کہا اور اس پر فخر کیا کہ میں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے اس نے گستاخ رسول ﷺ کی سزا یعنی سزائے موت کو انسانیت کے خلاف کہا۔ اس کے یہ جملے ریکارڈ میں موجود ہے:

”اس لئے اس کو جو سزا دی گئی میں سمجھتا ہوں یہ انسانیت کے خلاف ہے۔“

اس سے یہ بالکل واضح ہے کہ سلمان تاثیر ۲۹۵۷ء کے پروسیجر میں تبدیلی کا ہی حامی نہیں تھا بلکہ وہ توہین رسالت کے جرم پر سزائے موت کے شرعی حکم کا منکر بھی تھا اور پاکستانی آئین سے اسے ختم کروانا چاہتا تھا جبکہ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ ایسا کرنا بالاتفاق کفر ہے جس کا اس نے برملاء ارتکاب کیا۔ جب اس سے کہا گیا کہ توہین رسالت کے جرم کی قرآن و سنت میں یہ سزا ہے اور تم اس گستاخ عورت کو معافی دلوانا چاہتے ہو تو اس نے کہا کہ:

”ہم انسانی طور پر بات کر رہے ہیں اس میں مذہب کو ہم نہیں لانا چاہتے۔“

یہاں واضح طور پر اس نے مذہب اسلام کو انسانی حقوق کے لحاظ سے ناقص قرار دیا اور اتنے اہم مسئلے پر مذہب کے مقابلے میں مغربی سوچ کو ترجیح دی جو کہ کفر صریح ہے۔

علماء نے اس پر احتجاج کیا مگر وہ اپنی بات پہ ڈٹا رہا اور انہیں جوتے کی ٹوک پر رکھنے کا کہا۔ حکومت خاموش تماشاخی بنی رہی۔ ایک صوبہ کے سربراہ کی طرف سے مذہب اسلام اور ناموس رسالت کے خلاف اتنے بڑے جملوں کے باوجود قانون متحرک نہیں ہوا۔ اور اتنا بڑا حکومتی فرد اپنے قول اور فعل سے آئین پاکستان کی دھجیاں اڑاتا رہا اور کسی نے اسے قانون کے احترام کا احساس نہیں دلایا۔

اس سے عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے جذبات کو جو ٹھیس پہنچی اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ سابق گورنر آئے دن ہر چینل پر ایسی توہین آمیز گفتگو کرتا رہا جس کے نتیجے میں ۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی پر نشہ اقتدار میں مست گستاخ کو غازی ملک ممتاز حسین قادری نے خود ہی ٹھکانے لگا دیا۔

بقیہ درس حدیث کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں

ماہنامہ اہلسنت گجرات

اشاعت ۱۹ء جلد اول، صفحہ ۳۲۰ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

محقق حمدانی امیر سید علی ہمدانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی بے مثال کتاب ”اوراد فحیہ“ مطبوعہ کراچی میں ۴۰ بار لکھا ہے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

یاد رہے اوراد فحیہ وہ لا جواب کتاب ہے جس کے بارے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰلِہٖ وَسَلَّم ”الانتباء فی سلاسل اولیاء اللہ“ مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور میں لکھتے ہیں کہ یہ کتاب ایک ہزار چار سو اولیائے کاملین کا وظیفہ رہی ہے۔ منکرین درود سلام سے ہم پوچھتے ہیں کہ اتنے اولیاء اللہ مشرک بدعتی ہوئے یا نہیں؟ شاید آپ کے پاس کوئی ایسی منطق ہو کہ بیک وقت ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ ولی بھی ہوں اور مشرک بھی؟ جواب دو۔

علامہ جمال الدین ابن جوزی محدث رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی کتاب ”المیلاد النبوی“ مطبوعہ ایسی کتاب بک شال گوجرانوالہ صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

امام یوسف بن اسماعیل ہمدانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی تصنیف منیف ”افضل الصلوٰۃ علی سید السادات“ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، صفحہ ۱۴۲ پر ۲۴ بار لکھا ہے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

قاضی سید احمد بن دحلان مکی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰلِہٖ وَسَلَّم لکھتے ہیں کہ حضور جان کا تنازل ﷺ نے فرمایا:

جب میں رفع حاجت کے لئے پہاڑ کی وادیوں کے اندر تک چلا گیا اور میں جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرا آواز آئی:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

(”السيرة النبوية والآثار المحمدية“ مطبوعہ فیصل آباد، صفحہ: ۵۸۱)

اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری زبان پر

تمہارے کلام سے تمہارے دل میں تمہارے خیالات تمہارے بدن میں تمہاری روح سے، تمہاری آنکھوں میں نور بصارت سے اور تمہارے کانوں میں قوتِ سماعت سے زیادہ قریب ہوں تو پھر محمد ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

(”مکاشفۃ القلوب“ مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور، صفحہ: ۵۲)

جب حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچے زندہ ہوئے تو صحابہ کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

(”جامع المعجزات“ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، صفحہ: ۲۵۶)

غیر مقلدین کے مفتی ابوالبرکات احمد شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اپنی کتاب ”فتاویٰ برکاتیہ“ مطبوعہ گوجرانوالہ، صفحہ: ۷۷ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ پڑھنا جائز ہے۔ مدعی لاکھوں پہ بھاری ہے گواہی تیری قارئین ذی احترام! آئیے اب دیوبندیوں تبلیغیوں کے گھر سے حوالے پیش کرتے ہیں۔

تبلیغیوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد نانڈوی اپنی کتاب ”شہاب ثاقب“ مطبوعہ کراچی، صفحہ: ۶۵ پر لکھتے ہیں کہ ہمارے بزرگ۔

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ پڑھنا مستحب جاننے ہیں اور متعلقین کو اس کا حکم دیتے ہیں۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ”امداد المصنق“ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور، صفحہ: ۵۹ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔

مولوی سرفراز خان دیوبندی لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
 ("اخفاء الذكر" مطبوعه مكتبة صفدرية گوجرانوالہ،

صفحہ: ۲۸)

مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے خلیل احمد دیوبندی کے حالات زندگی پر ایک کتاب "تذکرہ خلیل" لکھی ہے جو مکتبہ الشیخ بہار آباد کراچی سے شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مولوی خلیل احمد دیوبندی کو حضور جانِ کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی تو حضور جانِ کائنات ﷺ کو دیکھتے ہی مولوی صاحب "الصلوة والسلام عليك يا رسول الله" پڑھنے لگے۔

اب پتہ نہیں کہ مولوی صاحب نے درود ابراہیمی کیوں نہ پڑھا۔ جس کی دن رات تبلیغ کرتے ہیں؟

مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی جنہیں دیوبندی ثانی امام اعظم ابوحنیفہ کہتے ہیں (کفایت المفتی) اپنے فتاویٰ "کفایت المفتی" مطبوعہ دارالاشاعت کراچی جلد اول صفحہ ۱۸۳ پر لکھتے ہیں کہ حدیث کی رو سے "الصلوة والسلام عليك يا رسول الله" پڑھنا جائز ہے۔

یہاں پر چند حوالے پیش کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

مولوی منظور احمد نعمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درود سلام کے جو کلمات یہاں نقل کئے گئے ان سے معلوم ہوگا کہ امت کے لئے یہ پابندی نہیں ہے کہ وہ صرف رسول اللہ ﷺ پر صرف آپ کے تلقین فرمائے ہوئے کلمات ہی کے ذریعہ درود سلام بھیجے بلکہ ارباب ذوق و شوق کے تقاضے کے مطابق دوسرے کلمات کے ذریعہ بھی آپ پر صلوة والسلام بھیج سکتے ہیں۔ چنانچہ بہت سے اکابر امت تابعین اور بعد کے علماء العارفین سے اور بھی کلمات منقول ہیں۔"

("معارف الحديث" مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، حصہ

پنجم، صفحہ: ۲۲۵)

مفتی شفیع دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"کوئی ایسی تعین نہیں جس میں تبدیلی ممنوع ہو۔ کیونکہ

خود رسول اللہ ﷺ سے صلوة یعنی درود شریف کے بہت سے صیغے منقول و ماثور ہیں۔ صلوة و سلام کے حکم کی تعمیل ہر اس صیغہ سے ہو سکتی ہے۔ جس میں صلوة و سلام کے الفاظ ہوں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ الفاظ آنحضرت ﷺ سے بعینہ منقول بھی ہوں بلکہ جس عبارت سے بھی صلوة و سلام کے الفاظ ادا کئے جائیں اس حکم کی تعمیل اور درود شریف کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔"

("معارف القرآن" مطبوعہ ادارة المعارف، کراچی، جلد:

۷، صفحہ: ۲۲۳)

وہابیہ کے شیخ الکل فی الکل مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ:

"الفاظ ماثورہ پر کچھ الفاظ حسنہ زیادہ ہو جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں۔"

("فتاویٰ نذیریہ" مطبوعہ مكتبة المعارف الاسلامیہ

گوجرانوالہ جلد دوم، صفحہ: ۱)

مولوی زاہد الحسینی دیوبندی اپنی کتاب "رحمت کائنات" مطبوعہ دارالارشاد ایک صفحہ ۲۸۹ پر لکھتے ہیں:

"چنانچہ درود سلام کے کئی کلمات ہزاروں کی تعداد میں امت نے تالیف کئے ہیں۔ جن کی پسندیدگی کی سند حضور جانِ کائنات ﷺ نے خواب میں عطا فرمائی ہے۔"

مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی لکھتے ہیں کہ میں نے بارگاہ نبوت میں حاضری کے وقت پڑھا۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله

الصلوة والسلام عليك يا سيد المرسلين

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

("سفر حجاز" مطبوعہ مجلس نشریات اسلام، کراچی،

صفحہ: ۹۷)

تھانوی کے دوسرے خلیفہ اور جامعہ خیر المدارس کے بانی

مولوی خیر محمد جالندھری ”خیر الفتاویٰ“ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان جلد
اول، صفحہ: ۱۸۰ پر لکھتے ہیں کہ روضہ اطہر پر حاضر ہو کر پڑھیے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی اپنی کتاب حج و عمرہ
فضائل و مسائل، مطبوعہ مکتبہ لدھیانوی کراچی صفحہ ۲۷۱ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا سيد المرسلين

الصلوة والسلام عليك يا شفيع المذنبين

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله

مولوی محمد ہاشم دیوبندی اپنی کتاب ”رفیق حج و عمرہ“ مطبوعہ
ایم آئی ایس پبلشرز کراچی صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله

مولوی منظور نعمانی دیوبندی اپنی کتاب ”آپ حج کیسے
کریں مطبوعہ المیزان“ ناشران کتب لاہور، صفحہ: ۱۰۸-۱۰۹ پر گیارہ بار
لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

مولوی زکریا کاندھلوی اپنی کتاب ”حج و عمرہ“ مطبوعہ ادارہ
تالیفات اشرفیہ ملتان صفحہ: ۲۷۱، پر پانچ مرتبہ لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

مولوی عاشق الہی بلند شہری دیوبندی اپنی کتاب ”کتاب
العر“ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، صفحہ: ۱۱۸ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

مولوی شفیع دیوبندی کے خلیفہ مولوی محمد طفیل اپنی کتاب
”کتاب الحج“ مطبوعہ کتب خانہ مظہری کراچی صفحہ ۸۵ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

مفتی عبدالرؤف سکھری اپنی کتاب ”حج و عمر“ مطبوعہ مکتبہ
حقانیہ ملتان صفحہ: ۱۴۱ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله

مولوی محمد سعید حبشی اپنی کتاب ”ادعیہ الطواف“ مکتبہ
دار الفکر مدینہ منورہ، صفحہ: ۱۲۳، پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا سيد المرسلين وخاتم

النبيين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين۔“

مولوی خلیل الرحمن مظاہر اپنی کتاب ”کتاب رہنمائے حج
و عمرہ زیارت مسجد نبوی، مطبوعہ مکتبہ المکتبہ، صفحہ: ۵۶ پر چھ مرتبہ لکھتے
ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

مولوی احمد اسعد مدنی اپنی کتاب ”حج و عمرہ زیارت“ مکمل
مطبوعہ مکتبہ المعارف طائف سعودی عرب، صفحہ: ۱۱۶ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

سری لنکا سے ایک کتاب عمرہ کے فضائل مسائل پر شائع
ہوئی ہے جو ناچیز نے ۸ جون ۲۰۱۱ مکہ شریف سے خریدی اس کے صفحہ
نمبر ۹۵ پر لکھا ہے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

مولوی زکریا کاندھلوی اپنی کتاب ”فضائل حج“ مطبوعہ
تاج کمپنی لاہور، صفحہ: ۱۵۸ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

خواجہ اسلام دیوبندی نے اپنی کتاب ”حج کا منظر“ مطبوعہ
مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۲۴۶ پر آٹھ مرتبہ لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

مولوی عبدالرحمن دیوبندی مہتمم جامعہ قاسم العلوم و جامعہ
زیب لاہور اپنی کتاب ”دعاؤں کا سفر“ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور،
صفحہ: ۳۴۳، پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

”فتاویٰ علمائے حدیث“ مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث جلد:
۹، صفحہ: ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے روضے پر اس طرح

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ درود پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔
مولوی حسین علی دیوبندی اپنی کتاب تحفہ ابراہیمی مطبوعہ
ادارہ نشر و اشاعت مدرسۃ العلوم گوجرانوالہ میں دو مقامات صفحہ ۱۷
اور صفحہ ۵۳ پر لکھا ہے:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“
مفتی محمود دیوبندی فتاویٰ مفتی محمود جمعیت پبلیکیشنز لاہور
جلد اول صفحہ ۱۸۰ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“
مولوی عبدالمجید دیوبندی اپنی کتاب تاریخ مدینہ منورہ،
مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور صفحہ ۵۶ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“
مشہور دیوبندی نقاہت روزہ چٹان کے ایڈیٹر شورش کا
شمیری اپنی کتاب ”شب جائے کہ من بودم“ مطبوعہ مکتبہ چٹان
لاہور صفحہ ۱۴۲ پر لکھتے ہیں کہ آخر وہاں پہنچنا تھا یعنی روزہ
مبارک کے روز پڑھا:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“
مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی اپنی کتاب اختلاف
امت اور صراط مستقیم مطبوعہ مکتبہ مدینہ لاہور صفحہ ۴۵ پر لکھتے ہیں کہ روضہ
اطہر پر حاضر ہو کر پڑھے:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“
چونکہ حضور جانِ کائنات ﷺ روضہ اطہر میں حیات ہیں اور اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔
ہو سکتا ہے کوئی نسواں کھانے والا بددماغ یہ کہہ دے کہ ان
کے دلائل و براہین سے تو یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ روضہ رسول ﷺ پر حاضر
ہو کر یہ درود پڑھنا چاہئے لیکن تم یہاں پڑھتے۔ ہو تو آئیے ہم ان کا یہ
بھوت بھی اتار دیتے ہیں۔ مولوی محمد زاہد حسینی دیوبندی اپنی کتاب
رحمت کائنات جس کے سرورق پر لکھا ہے کہ مقبول بارگاہ نبوی مطبوعہ
دارالارشاد انک صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں، کہا:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

دور سے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

سردست اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۵ کا ایک اور حوالہ پیش
کرتے ہیں۔ مولوی زاہد حسینی دیوبندی لکھتے ہیں کہ مولوی عبدالمجید
الحرم و سابق رکن مجلس شوریٰ حکومت سعودیہ فرماتے ہیں کہ جب میں
مسجد حرام میں مدرس تھا تو مجھ سے شام کے ایک حاجی نے آکر شکایت
کی کہ میں بیت اللہ شریف کے مطاف (جہاں طواف کیا جاتا ہے) میں
”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ پڑھ رہا تھا کہ ایک مولوی
نے جوابے آپ کو نجدی (وہابی) ظاہر کرتا تھا روک دیا۔ میں نے
جناب شیخ ابن مانع اور جناب عبدالظاہر امام مسجد حرام سے پوچھا تو ان
دونوں نے فرمایا کہ اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی لئے حسان
الہند امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَنِہ فرماتے ہیں:

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
جناب! مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کیونکہ حرم کعبہ بھی تو مدینہ
شریف سے تقریباً ۴۰۰ کلومیٹر ہے۔

علمائے دیوبند کے متفقہ پیر حاجی امداد اللہ مہاجرکی (جن کو
اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب افاضات الیومیہ میں رحمۃ اللعلمین
لکھا ہے، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جو شان تحقیق حاجی صاحب میں دیکھی وہ
کسی میں نہ دیکھی۔)

تبلیغیو! آؤ اپنے پیر و مرشد اور رحمۃ اللعلمین کی تحقیق
دیکھو کیا ہے؟ حاجی صاحب اپنی مشہور کتاب ”فیصلہ غت مسئلہ“ مطبوعہ
علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف لاہور، صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ پڑھنے میں
کوئی قباحت نہیں۔“

بانیان دیوبند کے یہی پیر و مرشد اور رحمۃ اللعلمین اپنی
کتاب ضیاء القلوب مطبوعہ دارالاشاعت کراچی صفحہ ۱۵۰ پر ذکر کا طریقہ
بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ تین بار ”الصلوة والسلام عليك
يا رسول الله“ پڑھے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۶۱ پر حضور جانِ کائنات ﷺ
کی زیارت کا طریقہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ نماز عشاء کے بعد نئے

کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ پاک کی جانب منہ کر کے بیٹھے اور خدائے لم یزل کی بارگاہ بے نیاز میں حضور جان کائنات ﷺ کی زیارت کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالاتِ فاسدہ سے پاک کرے حضور جان کائنات ﷺ کی صورت، سفید و شفاف ملبوسات، سبز عمامہ اور منور چہرہ انور کا تصور کرے اور ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ کی دائیں ”الصلوة والسلام عليك يا نبی اللہ“ کی بائیں اور ”الصلوة والسلام عليك يا حبيب اللہ“ کی ضرب دل پر لگائے نیز ”الصلوة والسلام عليك يا رسول اللہ“ پڑھا اپنی جھیلی پر دم کرے اور جھیلی سر کے نیچے رکھ کر سو جائے۔ انشاء اللہ عزوجل حضور جان کائنات ﷺ کی زیارت سے شرف ہوگا۔

ارباب ذی وقار یہ ہمارا یا ہمارے اکابرین کا فتویٰ نہیں بلکہ دیوبندیوں، تبلیغیوں کے مرکزی پیر کی تحقیق ہے اب دیکھیں حق بات کو تبلیغیوں کے معدے قبول کرتے ہیں کہ نہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولوی حسین علی دیوبندی اپنی تفسیر ”بلغۃ الحیر ان“ مطبوعہ مکتبہ اخوت لاہور صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

مولوی امین صفدر اکاڑ دیوبندی بیان کرتے ہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے مریدین کو فرمایا:

”آج مجلس ذکر کی بجائے ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ پڑھیں گے۔“

(فتوحات صفدر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان جلد اول

صفحہ ۷۰)

مولوی ظفر احمد واہگہ والے اپنی کتاب ”عشق رسول ﷺ اور اکابر علماء دیوبند“ مطبوعہ عمران اکیڈمی لاہور صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں کہ:

”ایک دن مولوی اشرف علی تھانوی فرمانے لگے۔ یوں جی چاہتا ہے کہ آج کثرت سے درود شریف پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“۔“

لوجناب! آپ کو اجازت ہے کہ پورے شرح صدر سے تھانوی صاحب کے اس عمل کو شرک قرار دے کر تھانوی صاحب کو جہنم

پہنچا دیجئے یہ کیسا ظلم ہے کہ جو بات آپ کے مولویوں کی کتابوں میں موجود ہے وہ سب ایمان و عرفان۔ اور یہی بات اگر ہمارے اسلاف بیان کریں تو کفر و شرک ہو جائے۔

مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی اپنی کتاب ”اختلاف امت و صراطِ مستقیم“ مطبوعہ مکتبہ مدینہ لاہور صفحہ ۴۳ پر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ کے صیغہ سے درود شریف پڑھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس درود کو بارگاہ اقدس ﷺ میں پہنچا دیں گے۔ اس کے اس فعل کو بھی ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ مولوی روح اللہ غفوری دیوبندی اپنی کتاب ”عاشقانِ رسول کو خواب میں زیارت نبی ﷺ“ مطبوعہ مکتبہ عرفان فاروق کراچی صفحہ ۱۱۵ پر لکھتے ہیں، کہا:

””الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۱ پر لکھا ہے کہ نذیر احمد، کو زیارت نبوی ﷺ ہوئی تو اس نے فوراً اپنے دونوں ہاتھوں سے آپ ﷺ کے قد میں شریفین پکڑ کر سر جھکا کر بوسہ دیا اور آپ پر اس طرح سلام پڑھنے لگا:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

”الصلوة والسلام عليك يا نبی اللہ“

اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۲ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

”الصلوة والسلام عليك يا حبيب اللہ“

اسی کتاب کے صفحہ ۳۷۷ پر لکھا ہے:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

اور صفحہ ۲۲۷ پر لکھا ہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدینہ منورہ کے سفر کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ نماز کو مختصر کرنے کیلئے سنتیں چھوڑ دیں اور اسی مقام پر جس کا نام وادی حراء ہے تھوڑی سی دیر کیلئے آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ ایک مسجد میں بحالت مراقبہ دوزانو بیٹھے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تشریف لا کر فرماتے ہیں کہ آل رسول کو سنت رسول ﷺ ترک نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت

پیر مر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر آؤ نغاں کرتے ہوئے:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ کہنا شروع کر دیا اور عالم مدہوشی میں عرض کیا کہ آپ کون ہیں؟ جواب میں وہی فرمایا گیا کہ آل رسول ﷺ کو سنت رسول ﷺ ترک نہیں کرنی چاہئے۔“ اسی مولوی عبدالغفوری دیوبندی نے اپنی کتاب ”بزرگانِ نقشبندیہ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ“ مطبوعہ مکتبہ عمر فاروق کراچی صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

”الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله“

صفحہ ۱۲۵ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله

صفحہ ۱۴۴ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

اور صفحہ ۱۵۸ پر بھی لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

مفتی شفیع دیوبندی کے بیٹے مفتی تقی عثمانی اپنی کتاب ”اصلاحی خطبات“ مطبوعہ مبین اسلامک پبلشرز کراچی جلد اول صفحہ ۲۳۲ پر لکھتے ہیں کہ ایک شخص کے سامنے کسی مجلس میں حضور جانِ کائنات ﷺ کا نام گرامی آیا اور اس کو بے اختیار یہ تصور آیا کہ حضور جانِ کائنات ﷺ سامنے موجود ہیں اور اس نے یہ تصور کر کے کہہ دیا:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

اور حاضر ناظر کا عقیدہ اس کے دل میں نہیں بلکہ جس طرح ایک آدمی غائب چیز کا تصور کر لیتا ہے کہ یہ چیز میرے سامنے موجود ہے تو اس تصور کرنے میں اور یہ الفاظ یعنی ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی اپنی کتاب ”اصلاحی مواضع“ مطبوعہ مکتبہ لدھیانوی کراچی جلد دوم صفحہ ۸۵ پر لکھتے ہیں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا سيد المرسلين

الصلوة والسلام عليك يا شفيع المذنبين

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله

عبدالحمید ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے سات جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے ”سیرۃ النبی بعد از وصال“ مطبوعہ فیروز سنز لاہور جلد سوم صفحہ ۲۰۶ پر لکھا ہے کہ حضرت حافظ صابر علی ابن شاہ امام کو ایک مرتبہ حضور جانِ کائنات ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ میرا نام (یعنی کنیت) بھی لیا کر یعنی ”الصلوة والسلام عليك يا ابو القاسم“ پڑھا کرو۔

اور اسی جلد کے صفحہ ۲۱۲ پر لکھا ہے کہ حضرت مولانا حقی نازلی فرماتے ہیں کہ میں نے تین ہزار مرتبہ ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ خُذْ بِيَدِي قُلْتُ حَبِيبَتِي اَدْرُكُنِي پڑھا تو مجھے حضور جانِ کائنات ﷺ نے اپنا دیدار کرا دیا۔ اسی کتاب کی جلد پنجم صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ سیدی عبدالجلیل مغربی علیہ الرحمة نے حضور جانِ کائنات ﷺ کو خواب میں دیکھا تو دست بستہ تین بار عرض کیا:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

اور صفحہ ۶۵ پر مرقوم ہے کہ شیخ احمد بن ثابت مغربی علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو حضور جانِ کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ تنہا قبلہ رخ کھڑے ہیں اور چہرہ انور سے نور کی شعائیں پھوٹ رہی ہیں اس شخص نے عرض کیا:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

تو آپ نے فرمایا مرحبا، اسی کتاب کی جلد ۶ صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے کہ جب سلطان الاولیا حضرت میاں میر علیہ رحمة القدير کے وصال کا وقت آیا تو حضور جانِ کائنات ﷺ کی جلوہ گری ہوئی حضرت میاں میر علیہ الرحمة القدير اپنے آقا علیہ السلام کے استقبال کیلئے چارپائی سے اتر آئے اور سلام عشق پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

اسی کتاب کی جلد پنجم صفحہ ۱۳۶ پر لکھا ہے کہ چوہدری غلام

حیدر خان چشتی ایک مرتبہ کراچی میں تھے۔ کمر میں درد شروع ہو گیا کوئی دوا کارگر نہ ہوئی اس وقت عمر تقریباً پچاس سال تھی۔ ایک ہفتے میں حالت ایسی ہو گئی کہ ہلنا جلنا محال ہو گیا۔ غسل خانے تک جانے کیلئے دوسروں کے محتاج ہو گئے۔ بالآخر دس گیارہ دن بعد ایک رات دوستوں سے کہا مجھے وضو کرنا کر بستر ہی پر بٹھادیں میں یہیں نماز پڑھ کر نوافل درود شریف پڑھتا رہوں گا۔ آپ بے شک سو جائیں دوستوں نے ایسا ہی کیا۔ میں نماز نوافل کے بعد درود شریف میں مشغول ہو گیا تھوڑی دیر بعد خیال آیا کہ روضہ اطہر کے پاس بیٹھا بارگاہ رسالت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔ کبھی درد کی شدت محسوس کرتا ہوں تو ساتھ ہی دل سے آواز نکل جاتی ہے۔ یا رسول اللہ! انظر حالنا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تقریباً دو گھنٹے درود شریف پڑھنے کے بعد میری آنکھ لگ گئی۔ دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ کمرہ خود بخود روشن ہو گیا ہے اور میں حضرت رسالت مآب ﷺ کو خوش آمدید کہہ رہا ہوں:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
الصلوة والسلام عليك يا نبي الله
الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله
الصلوة والسلام عليك يا خاتم النبيين

میں نے نہایت ادب سے جھک کر آپ کے ہاتھ چومے اور قدموں کو بوسہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ غلام حیدر کیا درد نے بہت پریشان کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! کوئی دوا اثر نہیں کر رہی۔ یہ سن کر میری کمر میں جس جگہ درد تھا آپ نے اپنا دست مبارک دو تین بار پھیرا۔ معاً میں نے محسوس کیا درد بالکل غائب ہو چکا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے اور میں سو گیا۔ رات دو بجے آنکھ کھلی تو کوئی درد نہ تھا اور میں بالکل تندرست ہو چکا تھا خود وضو کیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔

اسی عبدالحمد دیوبندی نے اپنی کتاب ”زیارت نبی بحالت بیداری“ مطبوعہ فیروز سنز حصہ دوم صفحہ ۳۵ پر صفحہ ۶۵ پر لکھا ہے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

اور صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں کہ:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ دور سے کہنے میں کوئی حرج نہیں علمائے دیوبند کے یہاں بھی شوق و محبت صلوٰۃ و سلام کی صورت میں اس کا پڑھنا درست ہے۔

مولوی سرفراز گھڑوی دیوبندی اپنی کتاب درود شریف پڑھنے کا صحیح طریقہ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ صفحہ ۷۵ پر بقلم خود لکھتے ہیں کہ ”اور ہمارے تمام اکابر“الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ کو بطور درود شریف کے جواز کے قائل ہیں۔“

مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی نے اپنی کتاب غوث اعظم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے:

اغثنی یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام
دیوبندی رسالہ ماہنامہ الحسن لاہور اکتوبر ۲۰۰۹ء جس کے سرورق پر لکھا ہے۔ جامعہ اشرفیہ کاترجمان اس کے صفحہ ۱۶-۱۷ پر صلوٰۃ و سلام کی سرخی کے ساتھ لکھا ہے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله
الصلوة والسلام عليك يا خير خلق الله
الصلوة والسلام عليك يا سيد الانبياء والمرسلين
الصلوة والسلام عليك يا شفيع المذنبين

مولوی خالد محمود دیوبندی اپنی کتاب مقام حیات، مطبوعہ دارالمعارف لاہور صفحہ ۲۱۱ پر لکھتے ہیں کہ شرح شرع الاسلام میں جو ترکی احتناف کے ہاں بہت بڑا علمی اور تحقیقی فقہی سرمایہ ہے یوں بھی مرقوم ہے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
میرے بھائیو! اب پتہ چلا کہ اکابرین دیوبند سے لے کر اصاغرین تک سب جانتے اور مانتے ہیں کہ:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ درود شریف اور اصل ہے نقل یا بناؤنی نہیں۔

اور یہی مسئلہ اس مضمون میں زیر بحث ہے جس کو مخالفین

نے تسلیم کر لیا ہے۔

آئیے اب تبلیغی جماعت کے سرغنوں کی خانہ تلاشی لیتے ہیں مولوی زکریا سہارن پوری اپنے سلیبس کی مخصوص کتاب ”فضائل اعمال“ مطبوعہ المصباح لاہور صفحہ ۱۰۴ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ پڑھا جائے تو زیادہ بہتر ہے نیز زکریا صاحب اپنی کتاب ”فضائل حج“ مطبوعہ تاج کمپنی کراچی صفحہ ۱۵۸ پر لکھتے ہیں کہ انتہائی ذوق و شوق اور غایت سکون اور وقار سے آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ پڑھتا رہے۔

تبلیغی جماعت کے موجودہ سرغنہ طارق جمیل اپنی کتاب ”بیانات جمیل“ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور جلد دوم ۱۳۸ پر لکھتے ہیں کہ:

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور جانِ کائنات ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔ جس درخت کے قریب سے گزرتے جس پتھر کے قریب سے گزرتے، جس مٹی کے ڈھیلے کے قریب سے گزرتے، درخت نے پکارا، پتھر نے پکارا، مٹی کے ڈھیلے نے پکارا:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

تبلیغی جماعت والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو کہتے ہیں یہ درود شریف پڑھنا بدعت ہے یہ بناوٹی ہے۔ درود صرف نماز والا پڑھنا چاہئے۔

ہم کہتے ہیں اگر واقعی ایسا ہے تو پھر ان درختوں، پتھروں، مٹی کے ڈھیلوں بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور جانِ کائنات ﷺ نے روکا کیوں نہ؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سماعت فرمان رہے ہیں جو بابِ مدینہ العلم ہیں۔ انہوں نے کیوں نہ روکا۔ ان کا نہ روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ درود بناوٹی نہیں بلکہ اصلی ہے۔ بریلوی نہیں بلکہ محمدی ﷺ ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصدیق شدہ اور اولیاء اللہ کا وظیفہ ہے۔

مشہور دیوبندی مؤرخ اور نقاد مولوی ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ”کاروانِ مدینہ“ مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی صفحہ ۱۲۳ پر

لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“
حضرات سیدنا امام یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف، سعادة الدارين فی الصلوة علی سید الکونین، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور جلد اول صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۱۳، ۳۱۹، ۳۶۶، ۳۷۵ پر لکھتے ہیں:

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“

حضرت ذی وقار! مقالہ کو اختتام کی طرف لے جاتے ہوئے ہم دیوبندیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ درود شریف پڑھنا واقعی بدعت ہے تو پھر سب سے بڑے بدعتی تو آپ کے سابقہ اور موجودہ امیر ہوئے۔ کیا آپ اس پر مہر تصدیق ثبت کریں گے؟

میرے سنی بھائیو! حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے لے کر مولوی طارق جمیل تک تمام راہنمایان نجد دیوبندی طرف کان دھریئے سب یہی درود شریف یعنی ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ کا درد کرتے سنائی دیں گے اور انہیں الفاظ کو اہلسنت پڑھتے ہیں تو یہ لوگ بدعت بلکہ کفر و شرک سے ہلکا فتویٰ نہیں لگاتے بقول شاعران کا یہ حال ہے کہ:

دہرا مکاں بنایا ہے رہنے کو یار نے
آیا کوئی ادھر تو ادھر سے نکل گیا

البرهان الجلی فی رد لفوات عبد القوی

دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے۔

۳: وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ یا بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو۔ (۱) اس خط سے کس قدر بے بسی ٹپکتی ہے کہ ایک طرف دیوبندی ملاؤں کی فوج اور دوسری طرف تن تہا امام احمد رضا ہیں لیکن یہ سب مل کر بھی اس عبارت کو درست ثابت نہیں کر سکے اور بالآخر جنگ آکر اشرف علی تھانوی کو رجوع کا مشورہ دیتے ہیں لیکن وائے بد نصیبی اشرف علی تھانوی نے بجائے رجوع کرنے کے اس عبارت کو بدل دیا۔

”اس خط کو دیکھ کر چونکہ مشورہ نیک تھا گو بناء ضعیف تھی یہاں بعض دینی خیر خواہوں اور اسلامی مصلحت اندیشوں نے سوال کو بدل کر پیش کیا چونکہ اس میں جو بناء بیان کی گئی واقعی تھی اس لئے جواب میں اس مشورہ کو قبول کر لیا گیا بوجہ نافع عام ہونے کے۔۔۔۔۔ جواب:- جزاکم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے ہے چونکہ اس کے قبل کسی نے واقعی بناء نہیں ظاہر کی اس لئے ترمیم کو دلالت علی خلاف المقصود کے اقرار کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے اس لئے ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا۔ اب سوال ہذا میں جو بناء بیان کی گئی ہے ایک امر واقعی ہے لہذا قولاً للمشورۃ اس لفظ کو ”اگر“ کے بعد سے ”عالم الغیب کہا جاوے“ تک اس طرح بدلتا ہوں اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو جو اس کہ اس سوال کے بالکل شروع میں مذکور ہے اس طرح پڑھا جاوے ”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

..... گزشتہ سے پیوستہ.....

جب تھانوی کے وکلاء اس عبارت کی تاویلیں کرتے کرتے عاجز آگئے اور سٹیوں نے ان کی ناک میں دم کر دیا تو ۱۷ صفر ۱۳۴۲ھ کو تھانوی کے کچھ معتقدین نے حیدر آباد کن سے ایک خط لکھا ”المدد یا تھانوی، المدد یا تھانوی.....! بریلویوں نے ہماری ناک میں دم کر رکھا ہے تم نے کفر یہ عبارت تو لکھ دی ہے اب یہ ہمارے لئے سخت مصیبت بن گئی ہے لہذا اس عبارت سے رجوع کرلو۔“ تھانوی نے ”ذوبتہ کو تنکھ کا سہارا“ کے مصداق ان کے مشورہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور عبارت بدل دی۔ اور اسے ”تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان“ کے نام سے شائع کیا۔ تھانوی کے معتقدین کے خط کا مضمون اور تبدیل شدہ عبارت ملاحظہ کیجئے:

”واقعہ تمہیدیہ۔ ۱۷ صفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط حیدر آباد کن سے جس کے کاتب کا عنوان از عامہ مخلصین حیدر آباد کن تھا اور ذریعہ جواب منگانے کا ایک معین مولوی صاحب تھے آیا اس میں حفظ الایمان کی ایک مشہور عبارت کے متعلق (جس پر مہربانوں کا اعتراض مشہور ہے) رائے دی تھی کہ اس کی ترمیم کر دی جائے اور مقتضیات ترمیم کا اجتماع اور مواقع ترمیم کا ارتقاء ان جملوں میں ظاہر کیا تھا۔

۱: ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم جانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادئی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع کر نہ لیا جائے۔

۲: جس میں مخلصین حامین جناب والا کو حق بجانب جواب

۱: حفظ الایمان مع بسط البیان وتغییر العنوان، صفحہ ۲۸ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

کو بھی حاصل ہیں تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔“ (۲)

یہ ہے اس عبارت کا ڈراپ سین۔ دیوبندی عبارات کو تو بدل دیتے ہیں خود نہیں بدلتے۔ اشرف علی تھانوی نے عبارت کو بدل دی ہے لیکن سابقہ عبارت سے رجوع نہیں کیا۔ اب دیوبندیوں سے سوال ہے کہ اگر عبارت گستاخانہ نہیں تھی تو اس کو بدلا کیوں گیا ہے اور اگر گستاخانہ تھی اور واقعاً گستاخانہ ہی تھی تو اشرف علی تھانوی نے اس عبارت سے رجوع کیوں نہیں کیا؟

اشرف علی تھانوی کا ایک دھوکا اور اس کا جواب:

”ہاں حفظ الایمان کی عبارت البتہ میری ہے مگر وہ بالکل صاف ہے لفظ ایسا میں مطلق بعض غیوب کا علم مراد ہے نہ کہ علم نبوی۔ اس (لفظ ایسا) سے بیوقوف معترض لوگ حضور ﷺ کا علم مراد لیتے ہیں۔ اگر ذرا بھی اُردو پڑھے ہوئے ہوں تو معلوم ہو۔“ (۳)

جی ہاں! اُردو تو صرف آپ ہی پڑھے ہوئے ہیں باقیوں کو تو اُردو آتی ہی نہیں مسلمانوں کے لیے ہندوستان میں ”خوفزدہ“ کی بجائے ”خوفناک“ کے لفظ کا استعمال آپ ہی کا طرہ امتیاز ہے۔ ایک طرف تو گستاخیاں کرتے ہو اور دوسری طرف باطل تاویلات کی ذریعے ان کو درست ثابت کرنے کو کوشش بھی کرتے ہو۔ اگر عبارت صاف تھی تو اب تک دیوبندی مناظرین اپنی کوششوں کے باوجود اسے صاف ثابت کیوں نہیں کر سیکے؟ منظور نعمانی کے بریلی شریف سے فرار کے بعد اشرف علی تھانوی دس سال تک زندہ رہا عبارت کو صاف ثابت کرنے کیلئے اس دوران کتنی بار میدان مناظرہ میں آیا ہے؟ منظور نعمانی بریلی شریف سے فرار کیوں ہوا تھا؟ منظور نعمانی نے مناظرہ بریلی شریف کے بعد مناظرہ کرنے سے توبہ کیوں کر لی تھی؟

”حفظ الایمان“ کی گستاخانہ عبارت میں:

حضور ﷺ اور جانوروں، پاگلوں، صبیان و مجانین کے علم

کو ایک ہی جگہ اکٹھے ذکر کیا گیا ہے اور جہاں بقول تھانوی کے مطلق بعض غیوب کا علم مراد ہے وہاں حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار بھی ہے۔ (۴)

”مسروق سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر ہوا کہ کیا چیزیں نماز کو توڑتی ہیں لوگوں نے کہا کہ اسے کتا، گدھا اور عورت توڑتی ہیں انھوں نے فرمایا کہ تم نے ہمیں کتا بنادیا۔“

سوچنے کا مقام تو یہ ہے کہ لوگوں نے عورتوں کو کتا تو کہا نہیں تو پھر یہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کیوں فرماتی ہیں کہ تم نے ہمیں کتا بنادیا؟ معلوم ہوا کہ کسی ایک جنس کے ساتھ کسی دوسری رذیل جنس کا ذکر کیا جائے تو یہ اُس جنس کی توہین ہوتی ہے، چونکہ یہاں عورت اور کتے کا ذکر اکٹھا کیا گیا ہے جو کہ عورت کی توہین ہے اسی لیے اُم المؤمنین نے فرمایا کہ تم نے ہمیں کتا بنادیا۔ بعینہ حضور ﷺ کے علم شریف کے ساتھ رذیل اشیاء کے علم کا تقابل کرنا حضور ﷺ کی توہین ہے۔

تھانوی نے علم غیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

۱: کل علم غیب (۲) بعض علم غیب۔

کل علم غیب کو تھانوی نے حضور ﷺ کے لیے عقلاً و نقلاً محال لکھا ہے تو یہاں حضور ﷺ کے علم غیب ہی کا تذکرہ ہے۔ پھر بعض کا حصول تھانوی نے لفظ ”ایسا“ سے جانوروں، پاگلوں، صبیان و مجانین کے لیے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اب ”ایسا“ سے ”کیسا“ علم غیب مراد ہے؟ جب تھانوی نے حضور ﷺ کے علم کا تقابل جانوروں، پاگلوں، صبیان و مجانین کے علم کے ساتھ کیا ہے تو یہاں بقول تھانوی کے ”مطلق بعض غیب“ سے مراد حضور ﷺ کا علم ہی ہے۔ اور اس کی دلیل عبارت میں ”حضور ہی کی کیا تخصیص ہے“ کے الفاظ ہیں۔

۲: حفظ الایمان مع بسط البنات وتغییر العنوان، صفحہ ۲۹۳، قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۳: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۸/۲۲۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۴: عن مسروق عن عائشہ أنه ذکر عندها ما يقطع الصلوة فقالوا يقطعها الكلب والحمار والمرأة قالت لقد جعلتمونا كلاباً. (أخرجه البخاری فی الصحيح ۱۹۲/۱ باب: استقبال الرجل صاحبه أو غيره فی صلاته وهو یصلی، رقم ۴۸۹، دار ابن کثیر بیروت۔)

رسالہ ”حفظ الایمان“ کی عبارت پر انیٹھوی

کافتوی:

”ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و جانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجہد ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔“ (۶)

اشرف علی تھانوی نے اس عبارت کو تبدیل تو کر دیا لیکن اپنے ہی ”امام ربانی“ کے فتوے کے مطابق کافر و مشرک ہو گیا۔
”جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے۔“ (۷)

”جو شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم غیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔“ (۸)
”پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔“ (۹)
”یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔“ (۱۰)
”جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔“ (۱۱)

دیوبندیوں کی عبارات پر مرتضیٰ حسن در بھنگی کا

فتویٰ:

”(جو شخص) رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء نہ جانتا ہو، اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جھوٹا جانتا ہو جھوٹ بولنا اس کی عادت

اشرف علی تھانوی اس حدیث کو پڑھ لیتا تو اسے ”حفظ الایمان“ جیسی گندی کتاب لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی:

”عن حذیفة رضي الله عنه قال لقد خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة ماترك فيها شيئاً إلى يوم الساعة إلا ذكره علمه من علمه وجهله من جهله إن كنت لأرى الشيء قد نسيت فأعرفه كما يعرف الرجل إذا غاب عنه فرآه فعرفه۔“ (۵)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو قیامت تک ہونیوالی کوئی بات نہیں چھوڑی، جس کو یاد رکھنا تھا، اس نے یاد رکھا اور جس کو بھولنا تھا وہ بھول گیا اگر میں کوئی ایسی چیز دیکھ لیتا ہوں جس کو میں بھول گیا ہوتا ہوں ط تو میں اسے ایسے پہچانتا ہوں جس طرح کہ ایک شخص پہچانتا ہے، جب وہ غائب ہو جاتا ہے پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

سبحان اللہ! صحابہ کرام علیہم السلام حضور ﷺ کی بتائی ہوئی غیبی خبروں کو واقعات سے پہچان لیتے تھے وہ ایسے کہ جب بھی کوئی واقعہ پیش آتا تو صحابہ کرام علیہم السلام کو یاد آ جاتا کہ فلاں موقع پر حضور ﷺ نے اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ لیکن وہ صحابی تھے کوئی وہابی نہیں تھے جو حضور ﷺ کے علم شریف کی تنقیص کرتے۔

ایک طرف تو تھانوی نے ایک استفتاء کے جواب میں حضور ﷺ کے لیے علم غیب کا انکار کرنے کیلئے یہ سارا ڈرامہ رچایا ہے دوسری طرف یہی علم جانوروں، پاگلوں، صبیان و جانین کے لیے تسلیم بھی کر رہا ہے۔ تھانوی خود ہی تو کہتا ہے کہ یہاں ”مطلق بعض غیب“ مراد ہے تو کیا ”مطلق بعض غیب“ جانوروں کو حاصل ہے؟

۵: أخرجه البخاری فی الصحيح ۲۳۵/۲ باب: وكان امر الله قدرا مقدورا، رقم ۲۲۳۰ دار ابن کثیر بیروت. ومسلم فی الصحيح ۲۲۱۷/۲ باب: إخبار النبي صلى الله عليه وسلم، رقم ۲۸۹۱ دار إحياء التراث العربی بیروت.

۶: المہند علی المفند، صفحہ ۵۹ مکتبۃ العلم لاہور۔

۷: تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۷۲، ادارہ اسلامیات لاہور۔

۸: تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۹۱، ادارہ اسلامیات لاہور۔

۹: تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۷۲، ادارہ اسلامیات لاہور۔

۱۰: تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۱۰۲، ادارہ اسلامیات لاہور۔

۱۱: تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۷۲، ادارہ اسلامیات لاہور۔

بتاتا ہو..... وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے۔“ (۱۲)

دیوبندیوں کی عبارات پر خود دیوبندیوں کا فتویٰ:

”علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی تنقیص شان کرے آپ (ﷺ) کے علم سے علم شیطان لعین کو زیادہ کہے یا آپ (ﷺ) کے علم کے برابر علم صبیان و مجاہدین و بہائم کو کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے جہنمی ہے فخر عالم ﷺ علم الخلق ہیں زیادہ کیا معنی آپ کے علم کے کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا بلکہ علم نبوی سے کسی کے علم کو نسبت ہی نہیں۔“ (۱۳)

”بعض علمائے دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں جانتے۔ چوپائے مجاہدین کے علم کو آپ (ﷺ) کے علم کے برابر کہتے ہیں شیطان کے علم کو آپ (ﷺ) کے علم سے زائد کہتے ہیں لہذا وہ کافر ہیں، تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے یہ عقائد بے شک کفریہ عقائد ہیں۔“ (۱۴)

اب چاہئے تو یہ کہ مرتضیٰ حسن درہنگی اپنے اس قول کے مطابق حسام الحرمین علی منخر الکفر والینین پر دستخط کر دیتا لیکن وہ عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتا ہے:

”مگر خان صاحب کا یہ فرمانا کہ بعض علمائے دیوبند ایسا اعتقاد رکھتے یا کہتے ہیں یہ غلط ہے افتراء ہے بہتان ہے، جب ہم ان عقائد کو

کفر اور ارتداد کہتے ہیں تو ہم اس کے معتقد کیسے ہو سکتے ہیں، نہ یہ کلمات کفریہ ہم نے کہے، نہ ہمارے بزرگوں نے نہ ایسے مضامین خبیثہ ہمارے قلب میں آئے ہم تو ایسے شخص کو جس کا یہ اعتقاد قطعی کافر جانتے ہیں۔“ (۱۵)

یہ تو دیوبندیوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ وہ ایسے کفریہ کلمات اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی اپنی زبان سے انھیں کافر کہلوادیتا ہے لہذا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ دیوبندی ان عقائد کفریہ کہتے اور سمجھتے ہیں اور پھر ان پر اعتقاد بھی رکھتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی بھی کہتا تھا کہ:

”قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (۱۶)

لیکن اس کے باوجود اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور خود کو ظلی اور بروزی نبی کہتا تھا اور آج بھی قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ: ”ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے لئے بطور ظل ہوں گے..... اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں فرق نہیں آتا۔“ (۱۷)

یہی بات قاسم نانوتوی نے ”تحدیر الناس“ میں لکھی ہے، ملاحظہ کیجئے:

”بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“ (۱۸)

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“ (۱۹)

- ۱۲: اشد العذاب علی مسیلمۃ الہنجاہ، صفحہ ۵ مطبع مجتہبانی جدید دہلی۔ احتساب قادیانیت ۱۰/۲۴۹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔
 ۱۳: اشد العذاب علی مسیلمۃ الہنجاہ، صفحہ ۱۲ مطبع مجتہبانی جدید دہلی۔ احتساب قادیانیت ۱۰/۲۵۹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔
 ۱۴: اشد العذاب علی مسیلمۃ الہنجاہ، صفحہ ۱۲ مطبع مجتہبانی جدید دہلی۔ احتساب قادیانیت ۱۰/۲۵۷ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔
 ۱۵: اشد العذاب علی مسیلمۃ الہنجاہ، صفحہ ۱۳ مطبع مجتہبانی جدید دہلی۔ احتساب قادیانیت ۱۰/۲۵۸ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔
 ۱۶: آسمانی فیصلہ مشمولہ شیطانی خزائن، جلد ۴، صفحہ ۳۱۳ مطبع ریاض ہند امرتسر۔ آسمانی فیصلہ، صفحہ ۴ انوار احمدیہ پریس قادیان۔
 ۱۷: دعوت الامیر، صفحہ ۲۵ مطبوعہ قادیان از مرزا بشیر الدین محمود۔

۱۸: تحدیر الناس، صفحہ ۱۸ دار الاشاعت کراچی۔

۱۹: تحدیر الناس، صفحہ ۳۴ دار الاشاعت کراچی۔

حضور ﷺ کو بھائی کہنا:

اہل سنت اور دیوبندیوں کے درمیان یہ مسئلہ بھی باعث نزاع ہے کہ ہم اہل سنت کا دیوبندیوں پر یہ الزام ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنی مثل سمجھتے ہیں اور آپ ﷺ کو صرف اتنی فضیلت دیتے ہیں جتنی کہ بڑے بھائی کی۔ اس الزام میں کتنی صداقت ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

”یعنی انسان سب آپس میں بھائی ہیں جو بڑا بزرگ وہ بڑا بھائی ہے سواس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنی چاہئے..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء، امام و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔“ (۲۰)

”پس ان بزرگوں اور انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں فرق صرف اتنا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام امتوں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں اور یہ بزرگ مظان حکم کو قائل کرتے ہیں اور ان کو انبیاء سے وہی نسبت ہوتی ہے جو چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائیوں سے۔“ (۲۱)

اشر فلی تھانوی نے لکھا ہے:

”ایک شخص نے مولانا محمد یعقوب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو مکشوف ہوا کہ میں اور جناب (یعنی یعقوب نانوتوی) رسول مقبول ﷺ مساوی درجہ میں ہیں۔“ (۲۲)

خلیل احمد انیسٹروی نے لکھا ہے:

”اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔“ (۲۳)

اشر فلی تھانوی کا فیصلہ:

”اگر آپ بھنگی سے کہیں کہ ارے بھائی جھاڑو دے دو اور کوئی آپ سے پوچھے کہ کیا آپ بھنگی کے بھائی ہیں تو آپ ہی کہیے کہ آپ کے دل پر کیا گزرے گی حالانکہ وہ ایک رشتہ سے بھائی بھی ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں آپ بھی ہیں اور وہ بھی۔ تو اپنا تو اتنا ادب اور حق تعالیٰ کا کچھ بھی نہیں۔“ (۲۴)

فرعون، نمرود، ہامان، ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ، ولید، ولید بن مغیرہ، عمرو بن عبدود، عمرو بن لُحی وغیرہ بھی بنی آدم میں سے ہیں لہذا یہی بات ہم دیوبندیوں سے کہتے ہیں کہ جناب اگر ہم انھیں آپ کے بھائی کہیں تو ناراض ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ہم نے کوئی خلاف نص کے بات نہیں کی بلکہ نص کے موافق ہی تو کہتے ہیں۔ اپنا تو اتنا ادب اور حضور ﷺ کو بھائی کہتے ہوئے دیوبندیوں کو شرم کیوں نہیں آتی؟

ایک اور بچہ جمورہ پالن تھانی لکھتا ہے۔

”مگر بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی مہربانی اور حمدی سے ہم پر یہ کرم کیا ہے کہ آپ خود ہمیں بھائی کہتے ہیں۔“ (۲۵)

ان عبارات پر انیسٹروی کا فتویٰ:

”ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے، جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے، تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (۲۶)

۲۰: تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۳۱، مکتبہ خلیل لاہور۔

۲۱: صراط مستقیم، صفحہ ۷۳، اسلامی اکیڈمی لاہور۔

۲۲: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۲۹۳/۱۰، ادارہ تالیفات اشر فیہ ملتان۔

۲۳: براہین قاطعہ، صفحہ ۳، مطبع بلالی ساڈھورہ۔

۲۴: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۲۹۲/۹، ادارہ تالیفات اشر فیہ ملتان۔

۲۵: شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۲۰، شمع بک ایجنسی لاہور۔

۲۶: المہند، صفحہ ۴۹، مکتبہ العلم لاہور۔

قارئین! دیکھا آپ نے یہ دیوبندی اندرون خانہ ایک دوسرے کی کس طرح تکفیر کرتے ہیں؟

اگر اکابرین دیوبند اپنی کفریہ عبارات سے رجوع کر لیتے تو بات ختم ہو جاتی لیکن انھوں نے رجوع نہیں کیا آج تک دیوبندی اپنی بزرگوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور آئے روز اپنی کتابوں میں کفریات لکھتے اور چھاپتے رہتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ حیران ہوں گے کہ جب دیوبندی ان عقائد کو کفر سمجھتے ہیں تو ایسی عبارات کیونکر لکھ سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں گستاخی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں جس کی وجہ سے اسے گستاخی کے بارے میں احساس بھی نہیں ہوتا وہ یہ سمجھتا رہتا ہے کہ وہ شاید کوئی اچھا کام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ“ (۲۷)

”کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“ (۲۸)

اگر رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کر نیوالے کو اس بات کی خبر ہو جائے کہ اس نے گستاخی کی ہے تو وہ توبہ کی طرف جائے گا اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہی نہیں کہ اس کے نبی ﷺ کے گستاخ کو توبہ کا موقع بھی ملے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرین دیوبند گستاخانہ عبارات لکھنے کے باوجود سمجھتے ہیں کہ شاید وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا بھرپور پرچار کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو بھی ایسی توحید پسند نہیں ہے جس میں اس کے پیارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جسے (ابلیس لعین) اپنی بارگاہ سے نکالا اور فرمایا:

۲۷: الحجرات: ۲۔

۲۸: کنز الایمان۔

۲۹: الحجرات: ۳۲۔

۳۰: حکیم الامت، صفحہ ۴۵۷ الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور۔

۳۱: تذکرۃ الرشید ۲۲۲/۲ مکتبہ شیخ زکریا مفتی سٹریٹ سہارنپور، ادارہ اسلامیات لاہور۔

۳۲: تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۱۰۴ ادارہ اسلامیات لاہور۔

”فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ“ (۲۹)

”تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے۔ (کنز الایمان) وہ

اللہ کے پیارے نبی (حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا گستاخ تھا۔“

اکابرین دیوبند کے تکفیری ہم:

”مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہو گیا۔ مولانا شبلی اور مولانا

حمید الدین فراہی کافر ہیں اور مدرسہ چونکہ ان ہی دونوں کا مشن ہے، اس لیے مدرسۃ الاصلاح مدرسۃ کفر و زندقہ ہے۔ اور اس کے تمام متعلقین کافر و زندیق ہیں، یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بد دین ہیں۔“ (۳۰)

”ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت علی عرف حافظ مینڈھوش پوری کیسے شخص تھے حضرت (رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا ”پکا کافر تھا۔“ (۳۱)

دیوبندیوں نے اس بات کی وضاحت آج تک نہیں کی کہ ان کے ”امام ربانی“ نے ایک حافظ قرآن کو ”پکا کافر“ کہا ہے تو کیوں کہا ہے۔ اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ نے تو دیوبندی اکابرین کی پوری کی پوری عبارات نقل کی ہیں۔

رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال پوچھا:

”لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟“

تو رشید احمد گنگوہی نے اس کا یہ جواب دیا:

”لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء علماء ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں لہذا دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔“ (۳۲)

”جس وقت حضرت گنگوہی کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر ملی ہے کئی روز تک حضرت مولانا گنگوہی کو دست آتے رہے اس قدر صدمہ اور رنج ہوا تھا۔ بظاہر یہ معلوم نہ تھا کہ اس قدر محبت حضرت کے ساتھ ہوگی۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔“ (۳۳)

”مولانا گنگوہی نے شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کو بعد وفات حضرت حاجی صاحب مدوح یاد فرمایا تھا یعنی بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ للعالمین ہائے رحمۃ للعالمین ثم الحمد للہ الحمد للہ حضرت والا میں بھی وہی شان نمایاں ہے۔“ (۳۴)

ایک طرف تو دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ لفظ ”رحمۃ للعالمین“ صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے لہذا کسی دیوبندی کے لئے بھی یہ لفظ بول دیا جائے تو جائز ہوگا لیکن دوسری طرف ایک دیوبندی ملاں عبدالکریم ندیم کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے:

”ایسا لفظ جو حضور ﷺ کی خصوصیت ہو وہ کسی امتی کیلئے بیان کرنا کفر ہے..... مثلاً حضور ﷺ کے خصوصیت رحمت اللعالمین..... کوئی باپ کو یوں تو کہہ سکتا ہے..... کہ آپ میرے لئے رحمت ہیں..... اُستاد کو کہہ سکتا ہے کہ آپ کا سایہ میرے سر پر دیر تک قائم رہے لیکن کوئی یوں نہیں کہہ سکتا..... کہ آپ ہی تو میرے لئے رحمت اللعالمین ہیں ایسا کہے گا..... تو کافر ہو جائے گا۔“ (۳۵)

لیجئے! گھر کا فتویٰ گھر ہی کام آگیا۔ عبدالقوی کو تو اس بات کی الجھن ہے کہ اعلیٰ حضرت نے گنگوہی پر شرعی حکم کیوں لگایا ہے؟ لیکن عبدالکریم ندیم تو اپنے ہی گھر کا فرد ہے، کیا اس نے بھی اعلیٰ حضرت کے کہنے پر یہ کفر کا فتویٰ لگایا ہے؟

✽ ”آج کے مسلمانوں میں ہزار ہائی باتیں، ہزار ہائے عقیدے اور رسمیں رائج ہیں دنیا بدعتوں میں گرفتار ہے مثلاً لڑکا پیدا ہو تو ایک بکر اذبح کرنا، بدوق داغنا، زچہ کی چار پائی پر تیر اور قرآن

رکھنا، چھٹی کی رسم منانا نام فلاں بخش، فلاں غلام رکھنا۔ زچہ کو پورے چالیس روز تک ناپاک جاننا اگرچہ خونِ نفاس پہلے ہی بند ہو جائے۔ بسم اللہ کرانے کے لیے چار برس اور چار ماہ کی قید کرنا، بسم کی شادی جیسی محفل جمانا۔ خندہ میں شادی جیسی محفل اور رسمیں بجالانا۔ مختون کو قبروں پر یا نشان پر یا جھنڈے پر سلام کو لے جانا۔ مختون کے ہاتھوں میں بالوں کا کنگن باندھنا، ہاتھ میں لوہا رکھنا۔ مگنی کی رسمیں کرنا، بیڑے وغیرہ بانٹنا، شادی نکاح میں موتی باندھنا، دروازوں پر نیل کے پاجونے کے چھاپے لگانا۔ ساچن۔ آتش بازی، پھول کٹھولی اور روشنی کی سیدھیان، ٹیٹیاں، ناچ، زرد، نارنجی اور سرخ کپڑے پہننا، کنگن باندھنا، مرد کے مہندی لگانا، سہرا باندھنا، ٹونے گانا، جلوسے کرنا، برادری کو شادی سے پہلے کھانے دینا، چوتھی منانا، محرم کی محفلیں منعقد کرنا۔ علم چڑھانا، عورت سے ہم بستری نہ کرنا، عورت کا زینت کو چھوڑ دینا، چار پائی پر نہ سونا..... آخری چہار شنبے کو سیر کے لیے جانا۔ ربیع الاول میں میلاد منانا۔ محفل میلاد میں جب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کا ذکر آئے تو آپ کی روح کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جانا۔ ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا۔ شعبان میں آتش بازی چھوڑنا، حلوا پکانا اور چراغاں کرنا۔ رمضان میں الوداعی خطبہ اور قضائے عمری نماز پڑھنا۔ شوال میں عید کے دن سویاں پکانا اور عید کی نماز کے بعد بغیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا۔ ذیقعدہ میں نکاح نہ کرنا۔ اسی طرح کفن کے ساتھ چار نماز اور چادر بھی ضرور بنانا..... اور کفن پر کلمہ وغیرہ لکھنا۔ قبر میں قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا۔ تیج، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی، بری اور عرس منانا۔ حافظوں کو قبر کے پاس بٹھا کر قرآن پڑھوانا، قبروں پر چادریں چڑھانا تاریخ لکھنا اور مقبرے بنانا۔ چراغ جلانا۔ موت کے بیان کو برا سمجھنا۔ تین روز کے بعد بھی ماتم منانا۔ دُور سے سفر کر کے قبروں کی زیارت کے لیے آنا..... خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا، بیٹھ کر خطبہ دینا..... عورتوں کا زیادہ مہر مقرر کرنا۔ شادی بیاہ میں اسراف کرنا۔ مصیبت میں چیخنا۔

۳۳: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ/۱۳۸۸ | ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۳۴: اشرف السوانح ۲۲۲/۳ | ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۳۵: تجلیات ربیع الاول ۲۲/۳ | انجمن خدام الاسلام باغبانپورہ لاہور۔

﴿ جو شخص رمضان میں الوداعی خطبہ اور قضاء عمری پڑھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص شوال کو عید کے روز سو یاں پکائے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص نماز عیدین کے بعد کسی سے بغلگیر ہوا اور مصافحہ کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص ذیقعدہ میں نکاح نہ کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص کفن کے ساتھ جانماز اور چادر بنائے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص کفنی پر کلمہ لکھے یا قبر میں قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص مردوں کا تیجہ، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی اور برسی کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص حافظ کو قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھوائے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص قبروں پر چادر ڈالے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص مقبرے بنائے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص قبروں پر تاریخ لکھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص قبروں پر چراغ جلائے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص موت کے بیان کو برا سمجھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص تین روز سے زیادہ سوگ منائے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص قبروں کی طرف سفر کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعائے گنگے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص بیٹھ کر خطبہ پڑھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص عورتوں کا زیادہ مہر مقرر کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص شادی میں اسراف زیادہ کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص مصیبت میں چیخے اور منہ پر طمانچے مار مار کر لال کر لے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص زیادہ سوگ منائے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص اپنے جسم، مکان اور سواری وغیرہ کی زینت کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ طمانچے مار مار کر چہرے کو لال کرنا۔ زیادہ سوگ منانا، جسم، مکان اور سواری وغیرہ کی بہت زینت کرنا..... اور جوان کی برائی سن کر ناخوش ہوا اور اسے ان کا چھوڑنا ناگوار معلوم ہوتا ہو تو وہ اس آیت کی رو سے مسلمان نہیں۔“ (۳۶) ﴾

﴿ اس عبارت کی روشنی میں ”کافروں“ کی فہرست ملاحظہ کیجیے: ﴾

﴿ جو شخص لڑکے کی پیدائش کے موقع پر بکرا ذبح کرے، بندوقیں چھوڑے اور چھٹی کی رسم کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص نام فلاں بخش یا غلام فلاں رکھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص زچہ کو چالیس روز تک ناپاک جانے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص بسم اللہ کرانے کے لیے چار سال اور چار ماہ کی قید کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص بسم اللہ کی، شادی کی اور ختنہ کی محفل اور رسم کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص مختون کے ہاتھ میں بالوں کا کنگن باندھے اور ہاتھ میں لوہار رکھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص مگنی کی رسم کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص شادی نکاح میں موتی باندھے اور کنگن باندھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو مرد دہندی لگائے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص سہرا باندھے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص عورت سے ہمبستری نہ کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص محرم کی محفل کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص چار پائی پر نہ سوئے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو ذکر رسول ﷺ کے وقت قیام کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص ربیع الثانی کو گیارہویں کی محفل کرے وہ کافر۔ ﴾

﴿ جو شخص شعبان کو حلو ا پکائے وہ کافر۔ ﴾

جو شخص ان تمام اُمور کی برائی سن کر ناخوش ہو اور اسے ان اُمور کا چھوڑنا گوارہ ہو وہ کافر۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

قارئین کرام! امام ابوہابیہ اسماعیل دہلوی نے مسلمانوں پر جو تکفیری ہم گرائے ہیں ان میں سے اکتالیس ہموں کی نشاندہی کی گئی ہے، پوری عبارت دانستہ نقل نہیں کی ورنہ ان ہموں کی سنہری بھی مکمل ہو جاتی پھر بھی عبدالقوی کو اصرار ہے کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو کافر بنایا۔ دراصل بات یہ ہے کہ آئینے میں ہمیشہ شکل تو اپنی ہی نظر آتی ہے اس لیے جب بھی دیوبندیوں کو آئینے میں اپنی بدنما بو تھی نظر آتی ہے تو اعلیٰ حضرت پر الزام لگانا شروع کر دیتے ہیں۔

مسلمانوں کو فرقوں میں اسماعیل دہلوی نے بانٹا: ہندوستان میں اسماعیل دہلوی وہ پہلا شخص ہے جس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کی تکفیر کا علم بلند کیا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کیلئے کتاب ”تقویۃ الایمان“ لکھی اور ان تمام اُمور کو شرک قرار دیا جو اس کے دادا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ بھی کرتے تھے۔ اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے: ”میں (اسماعیل دہلوی) جانتا ہوں کہ اس (تقویۃ الایمان) میں بعض جگہ ذرا حیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً اُن اُمور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی..... اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے کہ اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔“ (۳۷)

اس کتاب کو انگریزوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے چھاپ کر ہندوستان بھر میں مفت تقسیم کیا۔ اسماعیل دہلوی نے اس کتاب کے ذریعے تفریق کا ایسا بیج بویا ہے کہ دو سو سال ہونے کو ہیں مسلمانوں میں ہر طرف انتشار کا ایسا سلسلہ جاری ہوا ہے کہ رُکنے میں نہیں آ رہا ہے۔ البتہ اسماعیل دہلوی اور اس کا پیرو نام نہاد سید احمد پٹھانوں کے ہاتھوں واصل جہنم ہو گئے۔

عبرت انگیز واقعہ:

راولپنڈی میں گوالمنڈی کے علاقہ دریا آباد میں محمد ولایت نامی ایک وہابی رہتا ہے اس نے اپنے ہمسائے کو کتاب ”تقویۃ الایمان“ پڑھنے کے لیے دی۔ ہمسائے نے دوسرے دن کتاب (ظہراً) یہ کہہ کر واپس کر دی کہ اس میں تو یہ لکھا ہے کہ جو مولیٰ کھا کر ڈکار مارے وہ مشرک، جو کھانا کھا کر پانی پیے وہ مشرک، جو پختہ مکان بنائے وہ مشرک، جو ریل گاڑی میں سفر کرے وہ مشرک.....! یہ واقعہ فقیر کا چشم دید ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

فَاعْتَبِرُوا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر دیوبندی ایسی گھنیا عبارات اپنی کتابوں میں لکھ کر کیوں چھاپتے ہیں؟ تو اس کا جواب دیوبندی مفتی رشید احمد کے اس بیان سے مل جاتا ہے:

”ایک دن ہم فتح باغ سے تفریح کے بعد واپس آرہے تھے سامنے سے ایک گدھا گاڑی آتی دکھائی دی جس میں دو گدھے لگے ہوئے تھے وہ دونوں دُور ہی سے زور زور سے چیخنے لگے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

”یہ گدھے تو ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ تم بھی ہماری طرح گدھے ہی ہو، اس لیے کہ گدھا عموماً اس وقت رینگتا ہے جب اسے کوئی دُوسرا گدھا نظر آتا ہے، لہذا ذرا اپنا محاسبہ اور توبہ واستغفار کر کے انسان بننے کی کوشش کریں۔“ (۳۸)

چونکہ یہ لوگ گدھے ہیں اور گدھے کو اچھے برے کی تمیز تو ہوتی نہیں، جس طرح گدھا اپنے دائیں بائیں کے ماحول کی پرواہ کیے بغیر بے حیائی کا مظاہرہ کرتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی گھنیا عبارات اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ ہماری یہ عبارات پڑھ کر لوگ آخر کیا تاثر لیں گے؟

قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیاسی محاذ پر بد مذہبوں کے ساتھ جو اتحاد کیا وہ ملکی حالات کو

سامنے رکھ کر کیا۔ یہ صرف سیاسی اتحاد تھا نہ کہ مذہبی۔ حضور ﷺ نے بھی مدینہ ہجرت کے بعد یہودیوں سے معاہدے کیے تھے۔

دیوبندیوں کے ہاں تو ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کرنا، انھیں اپنا لیڈر بنانا، انھیں منبروں پر بٹھانا، اپنے آپ کو ہندو کہلوانا، ہندوانہ نام رکھنا جائز اور کانگریس میں شرکت فرض ہے۔

دیوبندیوں کا تگ اسلاف حسین احمد کانگریسی متحدہ قومیت کا داعی تھا، لکھتا ہے:

”ہماری مراد قومیت متحدہ سے اس جگہ وہی قومیت متحدہ ہے جس کی بناء رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ میں ڈالی تھی۔ یعنی ہندوستان کے باشندہ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں بحیثیت ہندوستانی اور متحد الوطن ہونے کے ایک قوم ہو جائیں۔“ (۳۹)

”سفر پنجاب میں ہندوؤں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ”آپ نے جو لفظ اپنے لئے ہندو استعمال کیا ہے وہ میری رائے میں درست نہیں کیونکہ ہندو میری رائے میں کسی مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ ہر ایک شخص ہندوستان کا رہنے والا اپنے تئیں ہندو کہہ سکتا ہے پس مجھے نہایت افسوس ہے کہ آپ مجھ کو باوجود اس کے کہ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں ”ہندو“ نہیں کہتے۔“ (۴۰)

افسوس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، ہم آپ کو ہندو کہہ دیتے ہیں۔

”متواتر اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب کانگریس کی شرکت کو فرض فرماتے ہیں۔“ (۴۱)

”میں ۲۵ برس سے کانگریس کا ممبر ہوں جلسوں میں شریک ہوتا ہوں تقریریں کرتا ہوں۔ فیس ممبری ادا کرتا ہوں۔ عہدوں کو قبول

کرتا ہوں جیل میں جاتا ہوں۔“ (۴۲)

”کانگریس ہندوستان کے تمام بسنے والوں کی بلا تفرقہ مذہب و نسل و رنگ و زبان و وطن ایک جماعت ہے جو کہ ہندوستان کے فطری اور ملکی حقوق سلب شدہ کو واپس لانا اپنا فریضہ سمجھتی ہے ہندوستان کو انگریزی اقتدار سے آزاد کرانا اس کا نصب العین ہے۔ ہر ہندوستانی اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔“ (۴۳)

یہی حسین احمد کانگریسی جو یہ کہہ رہا ہے کہ ہر ہندوستانی خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو کانگریس کا ممبر ہو سکتا ہے، مسلم لیگ جو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت تھی، کے بارے میں یوں زہر اُگلتا ہے:

”وہ خطاب یافتہ اور پٹیشن پانے والے حضرات جن کا فرض اصلی برطانیہ کی نمک حلائی اور اس کا راگ گاتے رہنا تھا اور وہ ملازمت پیشہ حضرات اور ان کے اقارب و اعزہ جن کا دین و مذہب برطانیہ ہی تھا سب فوجاً و جاقاً در جوق لیگ میں داخل اور مسٹر جناح کے کلمہ گو بن گئے۔“ (۴۴)

”مسلم لیگ کی شرکت نہ صرف غیر مستحسن ہے بلکہ معصیت ہے۔ خوبی خود داری کے بھی منافی ہے مصالح سیاسیہ اور دینیہ اور دنیوی کے سراسر خلاف ہے۔ احکام شرعیہ یقیناً اس کے اجتناب ہی کا فیصلہ کریں گے۔“ (۴۵)

اشرف علی تھانوی حسین احمد کانگریسی اور دوسرے دیوبندی کانگریسی ملاؤں کے کرتوتوں سے یوں نقاب اٹھاتا ہے:

”البتہ دو کاموں کے خوب ہیں ایک تو جو بات گاندھی کے منہ سے نکل جائے اُس کو قرآن و حدیث میں ٹھونسنا اور اس پر منطبق کرنا دوسرا یہ کہ جہاں کوئی بات ہوئی لاؤ چند ان دونوں میں کمال حاصل

۳۹: تحریک پاکستان کا حقیقی پس منظر، صفحہ ۶۱ طیب پبلشرز لاہور۔

۴۰: تحریک پاکستان کا حقیقی پس منظر، صفحہ ۱۰ طیب پبلشرز لاہور۔ از حسین احمد مدین پوری کانگریسی۔

۴۱: حکیم الامت، صفحہ ۷ مکتبہ مدنیہ لاہور۔ از عبدالماجد دریا آبادی۔

۴۲: تحریک پاکستان کا حقیقی پس منظر، صفحہ ۲۸ طیب پبلشرز لاہور۔

۴۳: تحریک پاکستان کا حقیقی پس منظر، صفحہ ۷۹ طیب پبلشرز لاہور۔

۴۴: تحریک پاکستان کا حقیقی پس منظر، صفحہ ۱۲۲ طیب پبلشرز لاہور۔

۴۵: تحریک پاکستان کا حقیقی پس منظر، صفحہ ۷۹ طیب پبلشرز لاہور۔

نے قبول نہیں فرمایا اور اس وقت اتفاق سے حضرت کے پاس اپنا رومال نہیں تھا۔ اپنی جیب سے کھدر کی جراب نکالی اور اس کے کنارے سے یہ پیک صاف کی۔“ (۴۸)

”جوابی علم ان تحریکات میں شریک ہوئے ان میں سے اکثر کسی کام کے نہیں رہے یعنی جوان کے فرائض تھے اس کے کام کے نہ رہے البتہ ایک کام کے رہ گئے کہ جو طواغیت کفر (مراد اس سے مسٹر گاندھی ہے) کے زبان سے نکلے اسے قرآن وحدیث سے ثابت کر دیں۔“ (۴۹)

”خیالات فاسدہ کا غلبہ ہو چکا تھا کہ ایک وعظ کا جلسہ سہارنپور میں ہوا اُس جلسہ میں ایک مقرر نے بیان کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہا گرسوراج مل گیا تو ہندو مسجدوں میں اذان نہ ہونے دیں گے تو کیا بلا اذان کے نماز نہیں ہو سکتی یا کہتے ہیں کہ گائے کی قربانی نہ ہونے دیں گے تو کیا بکرے کی قربانی نہیں ہو سکتی کیا گائے کی قربانی واجب ہے۔“ (۵۰)

”پلیٹ فارموں پر دھواں دار تقریریں اور زور و شور بہت کچھ اور افسوس کہ نماز تک کے بھی پابند نہیں (مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک ہفتہ تک عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ رہا، یہ لوگ پاکستان کے خلاف گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرتے رہے لیکن پورا ہفتہ نماز نہیں پڑھی پھر بھی شریعت کا امیر ہے) یہ مسلمانوں کے رہبر اور لیڈر ہیں۔“ (۵۱)

دیوبندیوں کی ہندوؤں کے ساتھ گٹھ جوڑ کا تذکرہ کرتے ہوئے اشرف علی تھانوی نے کہا:

”حضرت مولانا (محمود الحسن) دیوبندی اور وہ مولوی صاحب ایک موٹر میں تھے اور بعض مسلمان لیڈر بھی موجود تھے۔ جس وقت حضرت مولانا (محمود الحسن) کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اس کے بعد گاندھی کی جے مولوی محمود حسن صاحب کی جے کے نعرے

کر لیا ہے۔ دیکھ لیجیے اتنا زمانہ گزر گیا گاندھی نے کسی نئی بات کا اعلان نہیں کیا۔ سب خاموش ہیں اب وہ کسی نئی سکیم کی فکر میں ہوگا جستجو کر رہا ہوگا تو جہاں اس نے کسی نئی چیز کا اعلان کیا پھر دیکھنا قرآن وحدیث میں بھی وہ چیز نظر آنے لگے گی اور کوئی چیز بھی تو اس تمام تحریک کی ایسی نہیں جو کسی مسلمان لیڈر یا علماء کی تجویز کردہ ہو دیکھ لیجیے اول قدم ہوم رول گاندھی کی تجویز بایکٹ اس کی تجویز کھدر اس کی تجویز (دیوبندی ملاں حسین احمد کانگریسی کھدر کے معاملے اس قدر غلو کرتا تھا کہ جس میت کو کھدر کا کفن دیا گیا ہو اُس کا جنازہ نہیں پڑھاتا تھا ایک جلسے میں ہاتھ پر پان کی پیک گر گئی کسی نے صاف کرنے کے لیے رومال پیش کیا جو کہ کھدر کا نہیں تھا تو حسین احمد کانگریسی نے اس رومال سے ہاتھ صاف نہیں کیا۔ حوالہ آگے آ رہا ہے) خلافت کا مسئلہ اس کی تجویز ہجرت کا سبق اس کی تجویز غرضیکہ جملہ تحریکات میں جس قدر اجزاء ہیں سب اس کی تجویزات ہیں ان کا صرف یہ کام ہے جو اس نے کہا الیک کہہ کر ساتھ ہو لئے کچھ تو غیرت آنا چاہئے ایسے بد فہموں نے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کیا۔ سخت صدمہ اور افسوس ہے پھر غضب یہ ہے کہ اس کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔“ (۴۶)

”اگر کسی میت کو لٹھے وغیرہ کا کفن دیا جاتا تو اس کا جنازہ پڑھتے تو لیتے تھے۔ مگر پڑھاتے نہیں تھے۔“ (۴۷)

”میاں چنوں ضلع ملتان میں مولانا ہدایت اللہ کا سالانہ تبلیغی جلسہ تھا۔ حضرت تشریف لائے۔ رات کو تقریر کے لئے سٹیج پر آئے اور بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے کچھ غنودگی آ گئی۔ پان کی پیک ہاتھ پر گر گئی۔ حضرت فوراً چونک گئے۔ پیک صاف کرنا چاہی۔ خدام نے مختلف رومال پیش کئے۔ مگر اتفاق سے جس کے پاس جو کچھ کپڑا تھا۔ وہ کھدر نہیں تھا حضرت

۴۶: قصص الاکابر لخصص الاصابغر، صفحہ ۳۰۷، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۱۱۹/۴، ۵۷/۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۴۷: بیس بڑے مسلمان، صفحہ ۴۹۴، مکتبہ رشیدیہ لاہور۔

۴۸: بیس بڑے مسلمان، صفحہ ۵۱۶، مکتبہ رشیدیہ لاہور۔

۴۹: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۵۹/۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۵۰: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۵۷/۴، ۱۱۹/۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۵۱: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۵۶/۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

بلند ہوئے۔“ (۵۲)

ایک اور افسوس ناک واقعہ جو دیوبندیوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ بن کر تاقیام قیامت ان کی رسوائی کا سامان کرتا رہے گا، وہ یہ کہ ان ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں نے ایک گستاخ رسول ﷺ سوامی شردھانند پرشاد کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھایا اور اس سے تقریر کروائی یہ وہی شردھانند ہے جس نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے شذھی اور سنگھٹن کی تحریکوں کا آغاز کیا۔ اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

”ما تھوں پر قشتے لگائے جے کے نعرہ بلند کیے۔ ہندوؤں کی ارقیوں کو کندھا دیا۔ مساجد میں منبر پر کافروں کو بٹھلا کر مسلمانوں کا نکر دینا یا مصلیٰ کی کی بے حرمتی کی آیات و احادیث میں گزری ہوئی عمر کو ایک کافر بت پرست پر نثار کر دیا۔ لیڈروں کی اجازت سے مسلمان والیٹروں نے رام لیلا کا انتظام کیا علی الاعلان شائع کیا گیا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو فلاں طاغوت (مسٹر گاندھی) نبی ہوتا (نعوذ باللہ)۔ اللہ اکبر نبوت سربک پر رکھی ہے آؤ لے لو۔ ان کفریات اور شرکیات کا ارتکاب اور پھر مسلمانوں کے مقتداء اور پیروی۔“ (۵۳)

”ایک دوسرے دشمن اسلام کے ساتھ بعض مسلمانوں نے جو معاملہ کیا اس میں ان مسلمانوں کو شرم نہ آئی کہ مسلمانوں کے مجمع میں اس کو منبر پر بٹھلا کر مسلمانوں کا مرکز بنایا بعض اہل کفر کے ساتھ یہ معاملہ کیا کہ اس کی جے بولی پھر بعض نے یہ غضب کیا کہ جے کی تفسیر کی کہ جے بمعنی فتح کے ہے..... اب کہاں تک عرض کیا جائے ایک بات ہو تو کہوں پھر ان اعداء دین کا استقبال اور اللہ اکبر کے نعرے کیا اس سے اللہ کے نام کی بے حرمتی نہیں ہوئی؟..... انگریزوں سے اگر دشمنی کی بناء یہ ہے کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں تو ہندوان سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔“ (لیکن یہ بات ان کا مگر یہی ملاؤں کو کون سمجھاتا ان کے سروں پر تو گاندھی کا بھوت سوار تھا) (۵۴)

دیوبندی ملاؤں کے نزدیک ہندوانہ نام رکھنے میں کوئی قباحت نہیں اسی لیے دیوبندی ملاں اپنا نام ہندوانہ رکھتے تھے اور فتویٰ

دیتے تھے کہ ایسا نام رکھنے والا پکا مسلمان ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

”سنو میں (احمد علی لاہوری) کہتا ہوں کہ اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ گنگارام رکھو۔ نماز پنجگانہ ادا کرو۔ زکوٰۃ پائی پائی گن کر دو۔ حج فرض ہے تو کر کے آؤ اور پورے رمضان کے تیسوں روزے رکھو تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ تم یکے مسلمان ہو۔“ (۵۵)

”(عطاء اللہ شاہ بخاری) پنڈت کرپارام برہمچاری کے نام سے اپنے احباب کو اکثر خط لکھتے رہے اور یہ نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ترجمہ یا بدل تھا (نعوذ باللہ)۔“ (۵۶)

مذکور کے کیوں عبدالقوی! دیکھ لیے اپنے ملاؤں کے کروت؟ تجھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ تو نظر آگئے لیکن شاید اپنے بڑوں کے کروت دیکھنے کی فرصت نہیں ملی، اگر تمہیں اس بات کی توفیق نہیں ہے تو شرم کرو اور اپنے آپ کو اچھا مسلمان بنانے کی کوشش کرو۔

توجہ فرمائیے:

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام انھوں نے ”اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام“ رکھا جس پر حضرو (انک) سے تعلق رکھنے والے غلام خانی مدرسین جامعہ اشاعت القرآن نے بے جا اعتراضات کیے تھے۔ ان اعتراضات کا جواب ماہنامہ ”اہلسنت“ گجرات کے ستمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں دیا گیا۔ چونکہ غلام خانی مدرسین جامعہ اشاعت القرآن نے اعلیٰ حضرت کے رسالے کا نام ”اعلام اور اعلام بان ہندوستان دارالاسلام“ لکھا تھا جو کہ غلط ہے۔ اس پر گرفت بھی کی گئی تھی لیکن پروف ریڈنگ کے دوران رسالہ کا نام درست کر دیا گیا۔ قارئین نوٹ فرمائیں کہ غلام خانیوں نے اعلیٰ حضرت کے رسالہ کا نام ”اعلام اور اعلام بان ہندوستان دارالاسلام“ لکھا تھا جب کہ اعلیٰ حضرت کے مذکورہ رسالہ کا نام ”اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام“ ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت ہے کہ جو لوگ آپ پر اعتراضات کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ان کی اپنی علمی اوقات یہ ہے کہ انھیں آپ کے رسالہ کا نام بھی نہیں آتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۵۲: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۸/۱۴ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۵۳: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۸/۱۴/۹۷ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۵۴: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۵/۱۹ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۵۵: خدام الدین ۲۲/فروری ۱۹۹۳ء لاہور۔

۵۶: سید عطاء اللہ شاہ بخاری سوانح و افکار، صفحہ ۸۶ مکتبہ چٹان لاہور۔

گل ہائے تحسین

بخدمت جناب مجاہد اسلام غازی ممتاز حسین قادری

جو نہیں سرکار کا عاشق وہ کب ممتاز ہے
جس کے دل میں اُن کا ہے عشق و ادب، ممتاز ہے
اس سے پہلے وہ برائے نام ہی ممتاز تھا
کر گیا اک امتیازی کام، اب ممتاز ہے
آج لاکھوں عاشقانِ مصطفیٰ ہیں اُس کے ساتھ
کیا انوکھا محترم ہے، کیا عجب ممتاز ہے
وقت کا مغرور حاکم تھا جو گستاخِ حضور
اُس کو پہنچایا جہنم میں وہ تب ممتاز ہے
اِس دلیرانہ عمل سے اُس نے ثابت کردیا
وہ نجیب الاصل ہے اُس کا نسب ممتاز ہے
جیلِ جنت ہے محمد کے فدائی کے لئے
اُس کا دِن بے مثل دِن ہے اُس کی شبِ ممتاز ہے

عاشقانِ مصطفیٰ کا خوشنما انجام ہے
اُن کا جو گستاخ ہے اُس کا بُرا انجام ہے

(رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ)

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

هو العلي القادر

قربانی کی کھالیں

”الجامعة الاشرفية“ کو دیجئے

دین کے اس کثیر الفوائد قلعے کی تعمیر و توسیع، تکمیل و ترقی کیلئے مخلصانہ دعائیں کیجئے۔

قربانی کی کھالوں، زکوٰۃ، فطرانہ، دیگر صدقات اور فراخ دلانہ عطیات

کے ذریعے اس عظیم مادر علمی کی بقاء و تکمیل میں اپنا کردار ادا کیجئے۔ آپ کا یہ نیک عمل بلا واسطہ
دین مصطفیٰ ﷺ کی معاونت و عظیم صدقہ جاریہ ہوگا۔

اس وقت عید قربانی کی آمد آمد ہے۔ اس مبارک موقع پر اپنے اور اپنے احباب

کے قربانی کے جانوروں کی کھالیں یا انکی قیمت اپنے مرکزی ”الجامعة الاشرفية“

کے مستحق طلباء و طالبات کو دیگر ثواب دارین حاصل کریں۔ اپنے احباب کو بھی اس کارِ خیر کی

طرف متوجہ فرمائیں۔ رقم جمع کرواتے وقت رسید ضرور حاصل کریں۔ فقیر قادری کی دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ برکتوں سے نوازے، دینی و دنیوی سعادتوں و ترقیوں سے ہمکنار فرمائے،

دعا گو:

اور آپ کی مشکلیں آسان فرمائے۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

خواجہ پیر مفتی محمد اشرف قادری

سجادہ نشین مرکزی خانقاہ قادریہ عالمیہ نیک آباد،

بانی و مہتمم اعلیٰ ”الجامعة الاشرفية“ محلہ علی مسجد گجرات

السّیّد ابوالنبیل محمد جمیل عظمیٰ

ناظم شعبہ نشر و اشاعت مرکزی ”الجامعة الاشرفية“ محلہ علی مسجد، گجرات

0346.6873918 قادریہ اشرفیہ گرافکس

0312.6873918 ”الجامعة الاشرفية“ علی مسجد گجرات

053. 3525149

0321. 6209101/0344. 7745377

053. 3515921 فون

0333. 8403147/0333. 8436514 موبائل